GREGORY'S
PASTORAL RULES.

قواعدِ چوپانی

جسکو

پادری ایف۔ اے۔ پی شرف صاحب
پرنسپل ڈیوینٹی سکول لاہور نے مقدس گریگوری
اعظم کی کتاب سے اختصار کر کے ترجمہ کیا

۱۹۲۶ء

کرسچن نالج سوسائٹی

انارکلی لاہور

بارسوم تعداد ۵۰۰ — S. P. C. K, LAHORE. — قیمت ۳ر

قواعد چوپانی

جسکو

پادری ایف۔ اے۔ پی شرف صاحب

پرنسپل ڈیونٹی سکول لاہور نے مقدس

گریگوری اعظم کی کتاب سے اختصار کرکے

ترجمہ کیا

۱۹۲۶ء

کرسچن نالج سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

قواعد چوپانی

دیباچہ

اِس کتاب کا مصنف گریگوری اوّل ہے۔ جس کو گریگوری اعظم بھی کہتے ہیں یہ بزرگ تقریباً سنہ ۵۴۴ء میں پیدا ہُوا۔ اور سنہ ۵۹۰ء میں پوپ کے عہدہ پر مقرر ہُوا۔ اِس کی کیفیت یُوں لکھی ہے کہ جب پلاگی نے جو اُس وقت پوپ تھا۔ دُنیا سے رحلت کی۔ تو اطالیہ کے سب لوگوں نے یہ چاہا۔ کہ گریگوری اِس خدمت پر مامُور ہو۔ چنانچہ اُنہوں نے گریگوری کے پوپ ہونے کے واسطے شہنشاہ سے اجازت چاہی۔ اُس زمانہ میں یہ قاعدہ تھا۔ کہ جب تک شہنشاہ کی اجازت نہ ہو۔ پوپ مقرر نہیں ہوتا تھا۔ گریگوری کو جو یہ خبر لگی۔ کہ لوگ مجھے پوپ بنانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور بادشاہ کو لکھ بھیجا ہے۔ تو اُس نے شہنشاہ کو ایک خط لکھا۔ کہ آپ میرے پوپ ہونے کی اجازت نہ دیں۔ مگر یہ خط شہر کے ایک حاکم کے ہاتھ آگیا۔ جو کہ گریگوری کا دوست تھا۔ اور اُس نے وہ خط شہنشاہ کے پاس نہ بھیجا۔ غرض شہنشاہ نے گریگوری کا پوپ ہونا منظور کر لیا۔ اور اُس نے سنہ ۶۰۴ء تک اِس خدمت کا کام بڑی سرگرمی اور محنت کے ساتھ انجام دیا۔ اِس کے بعد اُس کا انتقال ہو گیا۔ یہ کتاب اصل میں لاطینی زبان میں ہے اور اس کے نام کے معنی کتاب قانون گلہ بانان ہیں؛

جب گریگوری یہ کتاب لکھ چکا۔ تو اُس نے اِس کو اپنے دلی دوست لےانڈیر کے پاس بھیجا یہ شخص سیوِلؔ کا سردار اسقف تھا۔ اُس نے کتاب مذکور کو بہت

پسند کیا۔ اور ہسپانیہ کی ساری کلیسیاؤں میں مشتہر کر دیا۔ پھر جب یہ کتاب شہنشاہ کے پاس پہنچی۔ تو اُس نے یونانی زبان میں اِس کا ترجمہ کرایا۔ جب گریگوری نے اوگسٹین کو انجیل پھیلانے کے واسطے انگلستان میں بھیجا۔ تو وہ اپنے ساتھ اس کتاب کی بھی ایک نقل لیتا گیا۔ اور تقریباً تین سو برس کے بعد انگلستان کے بادشاہ الفرڈ اعظم نے اپنی سلطنت کے اُسقفوں کے پاس بھیجنے کے لئے اِس کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ اور پلے گمنڈ سہ دار اُسقف اور اسیر راہب اور گرم ولڈ اور یوحنا نے جو اس وقت خاص مسیحی تھے اس ترجمہ میں بادشاہ کو مدد دی۔ یہ لوگ لاطینی زبان کا مطلب بادشاہ کو سمجھاتے تھے۔ اور وہ بہت سلیس انگریزی میں اس کو لکھ لیتا تھا اُس زمانہ میں یہ کتاب یورپ کی کلیسیاؤں میں بڑی مانی جاتی تھی۔ چنانچہ جب کارل اعظم نے اپنی سلطنت کے کئی شہروں میں مجلسیں مقرر کیں تو اُن سب نے اِسی کتاب کو اپنا دستور العمل بنایا۔ اور نیز جب اُسقفوں کا تقدس ہوتا تھا۔ تو اُن کو کلیسیائی قانون کے ساتھ یہ کتاب بھی دی جاتی تھی اور وہ اِس پر عمل کرنے کا اِقرار کرتے تھے اگرچہ اصل میں یہ کتاب صرف اُسقفوں کے واسطے لکھی گئی ہے لیکن اُس میں ایسی نصیحتیں درج ہیں کہ ہر ایک آدمی جو کسی طرح کی رُوحانی ہدایت کرتا ہے۔ اُن سے مستفید ہو سکتا ہے پاک نوشتوں کے مصنفوں کے سوا گریگوری سے بڑھ کر شاید کوئی ایسا شخص نہیں ہُوا۔ جو رُوح کی حالتوں اور بیماریوں اور حاجتوں سے کماحقہٗ واقف ہو اور جس نے اُن بیماریوں کے علاج ایسے صحیح اور صاف صاف بیان کئے ہوں ؛

پہلا حصّہ :

گریگوری کا خط اُس کے معزز اور مُقدس بھائی اور ہمدم یوحنا اُسقف کے نام

میرے پیارے بھائی۔ مَیں نے جو چوپانی (یعنی اُسقفی) کی خدمت کے بوجھ سے

اپنے تئیں بچانا چاہتا تھا۔ اُس پر آپ نے حلم و انکسار کے ساتھ بڑی مہربانی سے مجھے ملامت فرمائی ہے۔ مَیں اِس کام کو بہت بھاری سمجھتا ہوں۔ اور اس کی نسبت جو کچھ میرا عقیدہ ہے اُس کے ظاہر کرنے کے لئے مَیں نے یہ کتاب تصنیف کی ہے تاکہ اَور لوگ بھی اِس خدمت کے بوجھوں کو ہلکا نہ سمجھیں اور بیباکانہ اُن کو اپنے سر پر اُٹھانا نہ چاہیں۔ اور اگر اُٹھا بھی لیں۔ تو ڈرتے اور لرزتے رہیں۔ مَیں نے اِس کتاب کو چار حصّوں میں مُنقسم کیا ہے۔ اِس لئے کہ ہم کو چار باتوں کے جاننے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اوّل یہ کہ اِس عہدہ کے لائق ہونے کی کیا کیا شرطیں ہیں۔ دوسرے یہ کہ جو کوئی اس عہدہ پر ممتاز ہو۔ اُس کا چال چلن کیسا ہونا چاہیئے۔ تیسرے یہ اگر اُس کا چال چلن اچھا ہو۔ تو وہ اَوروں کو کس طرح سے نصیحت کرے۔ چوتھے یہ کہ جب اَوروں کو نصیحت کرے۔ تو اپنی حالت پر بھی نظر رکھے۔ اور اس سے چار باتیں پیدا ہوں گی۔ ایک یہ کہ زیادہ تر فروتنی کے سبب ہدایت و نصیحت سے پہلو تہی نہ کرے گا۔ دوسرے یہ کہ اُس کا چال چلن اُس کے منصب کے برخلاف نہ ہوگا۔ تیسرے یہ کہ اُس کی نصیحت اُس کے چال چلن کے مطابق ہوگی۔ چوتھے یہ کہ غرور اُس کو نصیحت کے وقت نہ پھلائیگا۔ پس چاہیئے۔ کہ خوف اِس عہدہ کی آرزو کو اعتدال کی حد سے نہ بڑھنے دے۔ اور چال چلن ایسا ہو۔ کہ جب بے تلاش اُس کو یہ منصب ملے۔ تو لوگ اُس کے سبب اِس منصب سے خوش ہوں اور اُس کو پسند کریں۔ اور جو نیکی اُس کے چال چلن سے ظاہر ہو۔ وہ اُس کی گفتگو سے بھی پھیلے۔ اَور اُس کی فروتنی اُس کے سارے کاموں کو اُس کی نظر میں ناچیز ٹھیرائے۔ تاکہ غرور اُس کو حاضر و ناظر اور عادل حقیقی کی نظروں سے نہ گرائے چونکہ اکثر آدمی میری طرح کم ہشیار ہیں اور اگرچہ وہ اپنے آپ کو جانچ بھی نہیں سکتے۔ تو بھی اَوروں کو ایسی باتیں سکھانی چاہتے ہیں جو خود اُنہوں نے اب تک نہیں سیکھیں۔ اور جس قدر وہ ہدایت کے کام سے ناواقف ہیں۔ اُسی قدر اُس

کے بوجھ کو ہلکا سمجھتے ہیں۔ اِس لئے بہتر ہے کہ ایسے لوگوں کو اِس کتاب کے شروع ہی سے تنبیہ ہو۔ اور اگر وُہ جلدی اور نادانی کے سبب ہادی ہونے کا منصب حاصل کرنا چاہیں۔ تو اِس کتاب کے ابتدا ہی میں وُہ اِس جرأت سے روکے جائیں ؛

پہلا باب

تجربہ حاصل کئے بغیر ہادی کا منصب اختیار کرنے کی جرأت نہ کرنی چاہئیے

آدمی کو چاہیئے کہ جو فن اُس نے خود نہیں سیکھا ہے۔ اُسے اَوروں کو سکھانے کی کوشش نہ کرے۔ اِسی طرح ناتجربہ کار آدمی کو ہدایت و تعلیم کی خدمت اختیار کرنی ناجائز ہے۔ جو لوگ دواؤں کی تاثیروں سے ناواقف اور بیماریوں کی تشخیص سے بے بہرہ ہیں۔ وُہ حکیم کہلانے سے شرمندہ ہوتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے کہ رُوحوں کی ہدایت سارے فنون سے افضل فن ہے۔ اور رُوحوں کے زخم بدن کے اعضا کے زخموں کی نسبت بہت پوشیدہ ہیں۔ پھر بھی اکثر لوگ ایسے ہیں جو رُوحانی علاجوں سے بالکل واقفیت نہیں رکھتے۔ اور اس پر بھی اپنے تئیں رُوحانی طبیب ٹھہرانے سے نہیں ڈرتے۔ بات یہ ہے کہ خدا کی طرف سے جو یہ انتظام ہے کہ دنیا کے سب عہدہ دار دین کے ہادیوں کی عزّت کرتے ہیں اِس لئے پاک کلیسیا میں ایسے آدمی بھی ہوتے ہیں۔ جو صرف عزّت کے واسطے ہادی بننا چاہتے ہیں۔ اُن کی صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ لوگ ہمیں ہادی و مُرشد سمجھیں اور سب سے افضل جانیں جیسا کہ حق فرماتا ہے کہ وُہ مہمانیوں میں صدر جگہ اور عبادت خانوں میں اوّل کرسی چاہتے ہیں۔ متی ۲۳ - ۶ + غرض وُہ غرور جس کی تحریک سے وُہ اِس عاجزی سکھانے کے عہدہ پر آتے ہیں۔ وُہی اُن کو نالائق ٹھہراتا ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ جو لوگ سیکھتے کچھ اور ہیں اور سکھاتے کچھ اور ہیں۔ یعنی خود تو مغرور ہوتے ہیں اور لوگوں کو عاجزی کی تعلیم کرتے ہیں۔ اُن

کی تعلیم سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اور ایسے ہی لوگوں سے اگرچہ اُن سے معجزے بھی ظاہر ہوئے ہوں۔ منصف حقیقی یہ فرمائے گا۔ کہ مَیں تم سے کہتا ہوں کہ میں تم کو نہیں پہچانتا کہ کہاں کے ہو۔ اے بدکارو تم سب مجھ سے دُور ہو۔ لوقا ۱۳ - ۲۷ ناتجربہ کار ہادیوں کو حق اس طرح تنبیہ کرتا ہے۔ وہ چرواہے ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے۔ یشعیاہ ۵۶ - ۱۱ + پھر اُنہیں کی نسبت خداوند یہ فرماتا ہے۔ کہ اُنہوں نے جو شریعت کے معاملے فیصل کرتے ہیں مجھے نہیں جانا۔ یرمیاہ ۲ - ۸ + یعنی ایسے لوگوں کو حق تعالےٰ ملامت کرتا ہے کہ تم مجھے نہیں پہچانتے۔ اور اِسی ضمن میں یہ بھی فرماتا ہے کہ مَیں تمہیں نہیں پہچانتا۔ کیونکہ اس میں کچھ شک نہیں کہ جو خدا کی باتوں کو نہیں جانتا۔ خدا بھی اُس کو نہیں پہچانتا۔ ہادیوں کی یہ ناتجربہ کاری اکثر اُن کے پیروؤں کی تباہی کا باعث ہوتی ہے جیسا کہ حق فرماتا ہے۔ کہ اگر اندھا اندھے کو راہ دکھائے تو دونوں گڑھے میں گریں گے۔ متی ۱۵ - ۱۴ +

دوسرا باب

جو آدمی اپنا چال چلن اُس کے مُطابق نہیں رکھتا جو اُس نے عقل سے سیکھا ہے اُس کو ہدایت کا عہدہ نہ لینا چاہیئے

بعضے آدمی ایسے ہوتے ہیں۔ کہ کوشش کرکے رُوحانی نصیحتوں کو دریافت کرتے ہیں لیکن جو باتیں وُہ عقل سے حاصل کرتے ہیں اُنہیں اپنے چال چلن سے پامال کر دیتے ہیں اور ایسی باتیں سکھانے لگتے ہیں جو اُنہیں صرف مطالعہ سے حاصل ہوئی ہیں نہ عمل سے۔ اور جو کچھ وُہ اَوروں کو سکھاتے ہیں۔ آپ اُس کے برخلاف عمل کرتے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ جو چرواہا کھڈوں اور غاروں میں پھرے گا ضرور اپنے ریوڑ کو تباہ کرے گا۔ اور اسی لئے خداوند اپنے نبی کی معرفت کاہنوں کے حق میں فرماتا ہے۔ کہ وُہ بنی اسرائیل کو بدکاری کا ٹھوکر کھلانے والا

پتھر ہوئے۔ حزقیئیل ۴۴ - ۱۲ + اور واقع میں کلیسیا کو سب سے بڑھ کر نقصان پہنچانے والا وہ شخص ہے جو کج رَو ہو کر مُقدّس کہلائے یا ہدایت کے منصب پر ہو کیونکہ کسی کو اتنی جرأت نہیں ہوتی۔ کہ ایسے گنہگار کو ڈانٹے۔ اور قاعدہ ہے کہ جب کوئی بدکار اپنے عہدہ کے سبب معزز سمجھا جاتا ہے تو لوگ بدکاری میں اُس کی پیروی کرنے لگتے ہیں اور اُس کا وہ گناہ ایسی تقلید سے بہت پھیل جاتا ہے۔ ایسے بدکردار لوگوں کو حق کا یہ کلام دل کے کانوں سے سُننا چاہیئے۔ کہ جو کوئی اِن چھوٹوں میں سے جو مجھ پر ایمان لاتے ہیں ایک کو ٹھوکر کھلائے تو اُس کے لئے یہ بہتر ہے کہ چکی کا پاٹ اُس کے گلے میں لٹکایا جائے اور سمندر کے گہراؤ میں ڈوبایا جائے۔ متی ۱۸ - ۶ ؛

تیسرا باب

ہادی کے منصب کی وقعت۔ اور مصیبتوں کو عزیز رکھنے اور خوشحالی سے ڈرنے کے بیان میں

اُوپر جو کچھ مختصراً بیان کیا گیا ہے۔ اُس سے یہ غرض تھی۔ کہ منصب ہدائیت کی وقعت و عظمت کو ظاہر کیا جائے۔ تاکہ نالائق لوگ اِس پاک خدمت کے اختیار کرنے کی جرأت نہ کریں اور عزّت کے لالچ سے اِس عہدہ کو اختیار کر کے ہدائیت کی عوض تباہی کا رستہ نہ دکھائیں۔ یعقوب رسُول ہم پر ترس کھا کر فرماتا ہے۔ کہ اے میرے بھائیو تم نہ چاہو کہ تم اکثر اُستاد ہو۔ یعقوب ۳ - ۱ + دیکھو خدا اور ان کے درمیانی نے خود دنیا کی بادشاہت سے انکار کیا۔ اگرچہ وہ ابد ہی سے آسمانوں میں سلطنت کرتا ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ یسوع نے معلوم کر کے کہ وہ چاہتے ہیں کہ آئیں اور اُسے زبردستی پکڑ کے بادشاہ کریں آپ اکیلا پہاڑ کو پھر گیا۔ یوحنا ۶ - ۱۵ + آدمیوں میں حکومت کرنے کے قابل اُس سے بڑھ کر کون

ہو سکتا تھا۔ جس نے آدمیوں کو پیدا کیا۔ لیکن چونکہ وہ اِنسانی جسم میں اِس واسطے آیا تھا۔ کہ نہ صرف دُکھ سہنے سے ہم کو خلاصی بخشے۔ بلکہ آپ نمونہ بن کر ہمیں سکھائے۔ اِس لئے اُس نے بادشاہ بننا نہ چاہا۔ بلکہ خود ہی صلیب کیطرف گیا۔ جو عزّت کا عہدہ اُسے دیا گیا وہ اُس سے بھاگا۔ اور اُس نے رُسوائی کی موت کا دُکھ ڈھونڈ کر اُٹھایا۔ تاکہ اُس کے اعضاء یعنی مُقدّس لوگ دُنیا کے عیش سے بچیں۔ اور اُس کے خطروں سے کچھ خوف نہ کریں۔ اور نیز حق کے واسطے مُصیبتوں کو عزیز رکھیں اور خوشحالی سے پرہیز کریں۔ کیونکہ خوشحالی اکثر دل کو پھُلا کر ناپاک کر دیتی ہے اور مُصیبتیں دل کو صاف کرتی ہیں خوشحالی میں رُوح اپنے تیئں بلند کرتی ہے اور مُصیبت میں اگر پہلے بلند بھی ہوئی ہو۔ تو بھی پست ہو جاتی ہے خوشحالی میں آدمی اپنے تیئں بھول جاتا ہے مگر مُصیبت میں خواہ مخواہ یاد رکھتا ہے۔ مُصیبت کی تعلیم دل کو تربیت کے قابل کر دیتی ہے۔ لیکن حکومت کے عہدہ سے اُس کی عزّت کے باعث فوراً مغرور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ساؤل جو پہلے اپنے تیئں حکومت کے لائق نہ سمجھ کر بھاگ گیا تھا۔ جب سلطنت کا اختیار اُس کے ہاتھ آیا۔ تو متکبر ہو گیا۔ اِسی طرح داؤد جو اپنے خالق کی نظر میں ہر ایک کام میں برگزیدہ تھا۔ مُصیبت سے رہا ہوتے ہی شہوت اور خونریزی کے گناہ میں پھنس گیا۔ وہی جس نے پہلے ترس کھا کر بدوں سے تحمّل کیا تھا۔ پیچھے بیدھڑک نیکوں کے مارنے پر آمادہ ہو گیا۔ پہلے یہاں تک تھا۔ کہ اُس نے اپنے ستانے والے کو قابو میں پا کر بھی نہ مارا تھا۔ اور پیچھے یہ ہوا۔ کہ اپنی فوج کو خطرہ میں ڈال کر ایک وفادار افسر کو مروا ڈالا۔ اگر تنبیہ اُس کو پھر کھینچ نہ لاتی۔ تو اِس میں شک نہیں کہ یہ گناہ اُس کو برگزیدوں کے قافلے سے کوسوں دور ہٹا دیتا ؛

چوتھا باب

اکثر حکومت و اختیار دل کی صداقت کو کھو دیتا ہے

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حکومت کے سبب دل بہت سے کاموں میں بٹ جاتا ہے اور جب خیال بہت سے فکروں کے سبب منتشر ہو جاتا ہے۔ تو آدمی اپنے تئیں ایک کام کے لائق بھی نہیں پاتا۔ اِسی لئے ایک دانشمند آدمی نے اپنی دُور اندیشی سے ہمیں اِس طرح مُتنبہ کیا ہے۔ کہ اَے میرے بیٹے۔ بہت باتوں میں تو مبتلا نہ ہو۔ یسوع بن حکمت ۱۱-۱۰ ٭ کیونکہ جب آدمی کا خیال بہت سی باتوں میں بٹ جاتا ہے۔ تو وُہ ایک بات کی طرف بھی پورا پورا دھیان نہیں لگا سکتا۔ اور جب بیرونی کاموں کی طرف حد سے زیادہ متوجہ ہوتا ہے تو اُس کے دل میں خوف الٰہی کی جگہ نہیں رہتی۔ اور بیرونی انتظاموں کے فکر میں اپنے تئیں بھول جاتا ہے۔ چنانچہ اور چیزوں کی نسبت تو اُس کا فکر دُور دُور تک پہنچتا ہے۔ مگر اپنی ذات کی نسبت کچھ نہیں سوچتا۔ جب کوئی بیرونی کاموں میں نہایت مصروف ہوتا ہے تو اُس کا حال ایسے شخص کا سا ہو جاتا ہے۔ جو سفر کے سامان کرنے میں اِس قدر مشغول ہو کہ اپنی منزل مقصود کو بھول جائے۔ یعنی اپنی نسبت غور کرنی چھوڑ دے اور جو رُوحانی نقصان اُس کو پہنچتے ہیں اُن سے اَور نیز اپنے قصوروں سے بھی غافل ہو جاتا ہے۔ مثلاً جب حزقیاہ نے اُن لوگوں کو جو اُس کے پاس غیر ملک سے آئے تھے اپنے خزانے دکھائے تو وہ اِس فعل کے گناہ ہونے سے غافل تھا۔ پس جس کام کو وُہ درست اور بجا سمجھتا تھا۔ اُس کے واسطے خدا کی طرف سے اُس کی اولاد کو سزا ملی ٭

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب آدمی کو دنیا کی بہت سی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں اور وُہ اَیسے کام کرتا ہے جن سے اُس کے پیرو یا ماتحت لوگوں کو تعجب آتا ہے۔ تو

اگرچہ وُہ ظاہر میں کوئی بُرائی نہیں کرتا۔ مگر اُس میں تعلّی اور غرور آ جاتا ہے اور یہ غرور گو دل میں چھپا ہوتا ہے لیکن عالم الغیب اسکو جانتا ہے۔ پس جب ہم دل میں گناہ کرتے ہیں تو وہ گناہ اگرچہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہوتے ہیں مگر احکم الحاکمین اُنہیں دیکھتا ہے۔ دیکھو شاہ بابل کا کیا حال ہُوا۔ کہ پہلے تو اُس نے اپنی طاقت کے گھمنڈ پر اپنے دل میں مغرورانہ خیال پکائے۔ اور پھر اُس کے منہ سے یہ نکلا کہ کیا یہ وُہ بڑی بابل نہیں۔ جسے مَیں نے اپنی توانائی کی شدّت سے بنایا۔ تاکہ وُہ دار السلطنت ہو۔ اور اُس سے میری شان و شوکت جلوہ گر ہو۔ دانئیل ۴ ج اِس خیال اور کلام پر غضب الٰہی جوش میں آ گیا۔ اور عادل حقیقی نے اُس کے پوشیدہ گناہوں کی ظاہری سزا دی۔ یعنی اُس کو بے عقل حیوان کی مانند بنایا۔ اور آدمیوں کی رفاقت سے علیحدہ کیا۔ اور اُس کے حواس کو جنگلی جانوروں کی مانند کر دیا۔ تاکہ جو اپنے تئیں سب آدمیوں سے بڑا سمجھا تھا۔ وُہ آدمی ہی نہ رہے۔ ان مثالوں سے ہمارا یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم حکومت و اختیار پر عیب لگائیں۔ بلکہ ہم آدمیوں کے دلوں کی کمزوری کو دیکھ کر اُن کو خطروں سے بچانا چاہتے ہیں تاکہ نالائق آدمی اختیار کے حاصل کرنے کی جرأت نہ کریں۔ اور جو صاف زمین پر قدم نہیں جما سکتے۔ کڑاڑے پر پاؤں نہ دھریں ٭

پانچواں باب

اُن لوگوں کے بیان میں جو اپنے نمونہ سے فائدہ پہنچا سکتے ہیں مگر اپنے آرام کے سبب اُس سے باز رہتے ہیں

بعضے لوگ اَیسے ہیں کہ نیکی کی خاص نعمتوں سے بہرہ مند۔ اُور اوروں کو تربیت کرنے کے لائق اور پارسا۔ اور پرہیزگار۔ اور الٰہی تعلیم کی لذّت سے مُستفید اور صبر و تحمّل کے سبب متواضع اور اختیار کی جرأت سے مستقیم۔ اور راستبازی کی توانائی

سے مستحکم ہیں۔ پس اگر ایسے لوگوں کو اعلےٰ منصب دیا جائے۔ اور وہ اُس سے
انکار کریں۔ تو البتہ وہ اُن نعمتوں کو ضایع کرتے ہیں۔ جو صرف اُنہیں کے واسطے
نہیں۔ بلکہ اَوروں کے لئے بھی اُنہیں ملی ہیں۔ اور جب وہ اپنی ہی ذات کا
نفع سوچتے ہیں۔ اَوروں کو فائدہ پہنچانے کا کچھ فکر نہیں کرتے۔ تو حقیقت میں وہ
خود بھی اُن نعمتوں سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ حق اپنے شاگردوں سے فرماتا ہے
جو شہر پہاڑ پر بسا ہے چھپ نہیں سکتا۔ اور چراغ بال کے پیمانہ کے تلے نہیں۔ بلکہ
چراغان پر رکھتے ہیں۔ تاکہ اُن سب کو جو گھر میں ہیں روشنی دے۔ متی ۵۔
۱۴ اور ۱۵+ اور نیز اُس نے پطرس سے کہا کہ اے شمعون یوناہ کے بیٹے آیا تو
مجھے پیار کرتا ہے؟ اور جب فوراً یہ جواب سُنا کہ ہاں۔ تو فرمایا۔ کہ میری بھیڑیں
چرا۔ یوحنا ۲۱۔ ۱۶ و ۱۷+ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح سے محبت رکھنے
کی یہی دلیل ہے کہ آدمی اُس کی بھیڑیں چرانے کو تیار ہو۔ پس جو کوئی اُس
کی بھیڑیں چرانے کے لائق ہے اور پھر نہیں چراتا۔ تو ظاہر ہے کہ وہ اُس
سردار گڈریے کو پیار نہیں کرتا:

چھٹا باب

جو لوگ ہدایت کے منصب سے انکسار کے سبب انکار کرتے ہیں وہ
صرف اسی صورت میں درحقیقت عاجز ٹھیر سکتے ہیں کہ خدا کے حکم کو نہ ٹالیں

بعضے لوگ ایسے ہیں کہ انکسار کے سبب یہ خیال کرکے کہ جن لوگوں سے اپنے تئیں
کمتر جانتے ہیں۔ اُن سے بڑھ نہ جائیں ہدایت کی خدمت سے انکار کرتے ہیں۔
مگر یہ انکسار سعہ اور نیکیوں کے خدا کے ہاں اِس صورت میں مقبول ہوگا۔ کہ
اُن کو لوگوں کے فائدہ پہنچانے کا جو حکم ہُوا ہے اُس کو نہ ٹالیں۔ کیونکہ جو شخص
یہ جانتا ہے کہ خدا کی مرضی یہی ہے کہ میں ہدایت کروں اور پھر نہیں کرتا وہ حقیقت

میں عاجز نہیں ہے۔ پس جو شخص حکم الٰہی کا پابند اور ضد سے خالی ہے اُس کو
جب ہدایت کا منصب حسب الحکم عطا ہو اور وہ اپنے میں ایسی صفات رکھتا
ہو۔ جن سے اَوروں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے تو اگر اس منصب کو اُس کا جی
نہ بھی چاہے تو بھی اُسے قبول کرلے:

ساتواں باب

بعضے نیک نیتی سے ہدایت کی خدمت کی خواہش کرتے
ہیں اور بعضے نیک نیتی ہی سے اُسے جبراً اختیار کرتے ہیں

بعضے لوگ تو نیک نیتی سے منادی کے عہدہ کی خود خواہش کرتے ہیں اور بعضے
نیک نیتی ہی [illegible] جبراً قبول کرتے ہیں۔ دو نبیوں کا حال ان دونو قسموں
کے آدمیوں کی عمدہ مثال [illegible] کہ اُن میں سے ایک نے تو خود اپنے تئیں منادی
کی خدمت کے لئے پیش کیا۔ اور دوسرے نے ڈر کے مارے اُس سے انکار
کیا۔ یعنی جب [illegible]اوند نے پوچھا۔ کہ میں کس کو بھیجوں۔ تو یشعیاہ نے اپنے
تئیں پیش کیا۔ اور کہا کہ میں [illegible]ضر ہوں مجھے بھیج۔ یشعیاہ ۶۔ ۸+ اور اس
کے برعکس یرمیاہ نے عاجزی کے ساتھ اِس خدمت سے بچنے کی کوشش کی
اور عرض کی۔ کہ ہائے خداوند یہوداہ [illegible] میں بول نہیں سکتا کیونکہ لڑکا ہوں
یرمیاہ ۱۔ ۶+ دیکھو اِن دونو سے ایسی آوازیں نکلیں کہ ظاہر میں مخالف
تھیں مگر اصل میں اِن دونو کا چشمہ ایک ہی تھا۔ یعنی محبت۔ کیونکہ محبت دو قسم
کی ہے۔ ایک تو خدا کا پیار۔ دوسرے اپنے پڑوسی کا پیار۔ پس یشعیاہ نے تو
اپنے تئیں متعدی کام میں لگانا چاہا۔ یعنی اپنے پڑوسیوں کو فائدہ پہنچانے کی
خواہش کی۔ اور یرمیاہ نے یہ چاہا۔ کہ میں دن رات اپنے خالق کی محبت میں
لگا رہوں۔ اور اِس واسطے منادی کی خدمت لینے سے عذر کیا۔ حاصل یہ ہے

کہ دونوں کی غرض نیک تھی۔ جس نیک نیتی سے ایک نے خواہش کی تھی۔ اُسی نیک نیتی سے دوسرے نے عذر کیا تھا۔ یہاں ایک یہ بات قابل لحاظ ہے کہ جس نے ابتدا میں عذر کیا۔ وہ ہمیشہ اُس پر قائم نہ رہا۔ اور جس نے خود خواہش کی۔ وہ جب تک ذبح کے کوئلے سے پاک نہ ہو لیا۔ اُس نے اپنے تئیں پیش نہ کیا۔ اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو شخص پاک نہیں کیا گیا۔ وہ مقدس عہدہ کے حاصل کرنے کی جرأت نہ کرے اور جس کو فضل الٰہی نے چن لیا ہے وہ عاجزی کے لباس میں مغرورانہ مخالفت نہ کرے اور چونکہ آدمی کو یہ دریافت کرنا نہایت ہی مشکل ہے کہ میں پاک کیا گیا ہوں یا نہیں۔ اِس واسطے منادی کی خدمت کو اختیار کرنے سے انکار کرنے میں اکثر زیادہ سلامتی ہے۔ مگر جب یہ معلوم ہو کہ اُس کے اختیار کرنے میں خدا کی مرضی ہے تو پھر انکار نہ کرنا چاہیئے۔ یہ دونو امر موسےٰ سے بہت اچھی طرح ظہور میں آئے یعنی وہ اتنی بڑی جماعت کا سردار بننا نہ چاہتا تھا۔ لیکن جب خدا کی مرضی اُس کے اختیار کرنے میں دیکھی۔ تو اُسے قبول کر لیا۔ اگر وہ ایسی بڑی قوم کی ہدائیت کا کام اپنی خواہش سے اختیار کرتا۔ تو شاید مغرور ٹھیرتا۔ اور اگر حکم الٰہی کے بعد بھی اُسے قبول نہ کرتا۔ تو بالضرور متکبر سمجھا جاتا۔ پس اُس نے ابتدا میں عاجزی کے سبب قوم کا سردار بننا نہ چاہا مگر پھر اپنی فرمانبرداری کے باعث حکم دینے والے کی قدرت پر بھروسا کر کے اُسے قبول کر لیا۔ جب برگزیدہ لوگوں کا یہ حال ہے کہ خدا کے حکم دینے پر بھی وہ اِس منصب عالی کے اختیار کرنے سے ڈرتے ہیں تو جو لوگ خود اپنی خواہش سے سردار بننا چاہتے ہیں۔ وہ خیال کریں کہ اُن کی یہ خواہش کیسا بڑا قصور ہے۔ موسےٰ خدا کے حکم دینے پر بھی خوف سے کانپا۔ اور اب ہر ایک ضعیف و ناتواں اِس سعی و تگاپو میں ہانپ رہا ہے۔ کہ اختیار کا بوجھ اپنے سر پر اُٹھائے۔ اور جو لوگ اپنے ہی تعلقات کے بوجھوں سے گرے پڑتے ہیں۔ وہ اَوروں کے بوجھوں کو اپنے کندھے پر اُٹھانا چاہتے ہیں؟

آٹھواں باب

اُن لوگوں کا ذکر جو پیشوائی کی خواہش کے واسطے رسول کے قول کو سند ٹھیراتے ہیں

جو لوگ ہدائیت کے منصب کی خواہش کرتے ہیں۔ وہ اکثر رسول کے اِس قول کو سند گردانتے ہیں۔ کہ جو کوئی کلیسیا کی نگہبانی کی آرزو رکھتا ہے وہ اچھا کام چاہتا ہے۔ ۱ تمطاؤس ۳ - ۱ ۔ مگر یہ نہیں دیکھتے۔ کہ اگر وہ اِس خواہش کو اچھا کہتا ہے۔ تو ساتھ ہی یہ بھی فرماتا ہے۔ کہ چاہیئے کہ نگہبان بے عیب ہو۔ ۱ تمطاؤس ۳ - ۲ ۔ پھر آگے ضروری صفات کا بیان کر کے وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ بے عیب ہونے سے اُس کی کیا مراد ہے۔ پس جو لوگ اِس کام کی آرزو رکھتے ہیں اُن سے وہ گویا یہ فرماتا ہے کہ یہ کام تو فی الحقیقت اچھا ہے۔ مگر پہلے یہ جاننا لازم ہے کہ اُس کے واسطے کیا کیا صفات ضرور ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنی حالت پر غور نہ کرو اور تمہارے عیب تمہارے عہدہ اور عزت کے سبب مشہور ہو کر زیادہ تر نفرت انگیز ہو جائیں۔ جو کوئی ہدائیت کے اصول سے واقف ہے وہ کبھی تو لوگوں کی ہمت و جرأت بڑھاتا ہے اور کبھی خوف دلا کر اُنہیں روکتا ہے پس اِسی طرح پولوس نگہبانی کے عہدہ کی تعریف بھی کرتا ہے اور جو صفات اُس عہدہ کے لئے ضرور ہیں۔ اُن کا بیان کر کے اُس سے روکتا بھی ہے اس کے علاوہ یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ پولوس نے یہ بات اُس وقت کہی جب ہادی سب سے پہلے شہید کئے جاتے تھے۔ پس ایسے وقت میں منصب ہدائیت کی خواہش البتہ قابل تعریف تھی۔ کیونکہ ہر ایک جانتا تھا کہ یہ منصب بڑا خطرناک ہے اِسی واسطے اُس قول میں یہ خدمت اچھے کام کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے۔ پس جو کوئی اِس خدمت کے وسیلے سے عزت حاصل کرنی چاہتا ہے

وہ حقیقت میں اس خدمت کا خواہاں نہیں ہے یعنی جو کوئی اعلےٰ درجہ کی عزّت کی خواہش میں سعی و کوشش کرتا ہے لوگوں کی اطاعت کے خیالات دل میں پکاتا ہے لوگوں کی تعریف کی توقع میں جی کو خوش کرتا ہے اور دولت کی ترقی کی ہوس میں دل شاد ہوتا ہے وُہ صرف یہی نہیں ہے کہ اِس مُقدّس عہدہ کو عزیز نہیں رکھتا بلکہ اُسے جانتا ہی نہیں کہ وُہ کیا چیز ہے کیونکہ اِس عہدہ کو جن دنیاوی خواہشوں کے مٹانے کا ذریعہ بنانا چاہیے تھا۔ وُہ اُن کے حاصل کرنے کا آلہ بناتا ہے اور ظاہر ہے۔ کہ جو شخص ایسے عہدہ کو جو عاجزی کی تعلیم کا ذریعہ ہے عزّت کی ترقی کا سبب بنانا چاہتا ہے۔ وُہ اپنے مقصود ہی کو نہیں سمجھتا ؛

نواں باب

جو آدمی پیشوائی کی خواہش کرتا ہے وُہ اکثر اپنے تئیں نیک کاموں کے اِرادہ سے پھُسلاتا ہے

جو لوگ پیشوائی کی خواہش کرتے ہیں۔ اُن کے دل اکثر نیک کاموں کے جھوٹے وعدوں سے آپ اپنے تئیں دھوکا دیتے ہیں۔ جو لوگ رُوحانی رہنمائی کا عہدہ لینا چاہتے ہیں اکثر کوئی ایک کام بھی اُن کے مدِّنظر ہوتے ہیں اگرچہ وُہ دنیاوی ترقی کے واسطے یہ عہدہ چاہتے ہیں مگر اُن کو یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ ہم اس کو حاصل کرکے اچھّے اچھّے کام کریں گے اور وُہ اِس طرح اپنے تئیں فریب دیتے ہیں کہ اُن کے دل کے اندر تو کچھ اور ہوتا ہے اَور اُوپر کچھ اَور کیونکہ آدمی کا دل اکثر اوقات خود اپنے تئیں بہکاتا ہے اور نیک کاموں کو عزیز رکھنے کا اِقرار کرتا ہے حالانکہ وُہ فی الحقیقت اُنہیں عزیز نہیں رکھتا۔ اور دُنیاوی عزّت کے عزیز رکھنے سے انکار کرتا ہے حالانکہ فی الحقیقت وُہ اُسے عزیز رکھتا ہے اور جب تک وُہ کسی بڑے عہدہ کی تلاش میں رہتا ہے اُس وقت تک تو ڈرتا رہتا ہے

کیونکہ اُس کو یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید وُہ مجھے نہ ملے۔ مگر اُس کے حاصل کرتے ہی اَیسا دلیر ہو جاتا ہے کہ اُس کو اپنا حق سمجھنے لگتا ہے اور جب اُس سے دُنیاوی فائدے اُٹھانے لگتا ہے تو اپنے اگلے نیک اِرادہ کو بالکل بھُول جاتا ہے پس جب آدمی کو کسی بڑے عہدہ پر سرفراز ہونے کی آرزو ہو تو اُس کو چاہیے کہ اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھے کہ مَیں نے اس سے پہلے چھوٹے عُہدہ پر مامور ہونے کے زمانے میں کیا کِیا تھا۔ اِس سے فوراً اُس کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ وُہ اب ترقّی پاکر جو نیکیاں اُس کے دل میں ہیں اُن کو عمل میں لا سکیگا یا نہیں۔ کیونکہ جب وُہ ادنےٰ درجہ میں مغرور تھا۔ تو اعلےٰ درجہ پر پہنچ کر کب فروتن ہو سکتا ہے۔ پس جو شخص عظمت و بزرگی کے لیئے اُس وقت نہایت سعی کر رہا تھا جب وُہ اُن سے دُور تھا۔ تو اُن کے نزدیک پہنچ کر ہرگز اُن سے اِحتراز نہیں کرے گا۔ اور جو آدمی بے اختیاری کی حالت میں اپنے موجودہ سرمایہ کو اپنی ذات کے لیئے کافی نہیں سمجھتا تھا۔ وہ حالت اختیار میں جب اُس کو بہت سے لوگوں کی پرورش کرنی پڑے گی۔ تو ہرگز لالچ سے نہیں بچ سکے گا۔ اِس واسطے ہر ایک شخص کو لازم ہے کہ اپنے گذشتہ حالات پر غور کرکے اپنے تئیں پرکھے تاکہ اعلےٰ درجے کی تلاش کے وقت جو وہمی نیکیوں کی صُورت اُس کے دل میں کھینچی ہوئی ہے اُس سے دھوکا نہ کھائے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی حکومت کے زمانہ میں اُن نیک کاموں کو چھوڑ دیتا ہے جو وُہ اُس سے پہلے کیا کرتا تھا۔ اِس کی اَیسی مثال ہے کہ جب سمندر ٹھیرا ہُوا ہوتا ہے تو ناتجربہ کار آدمی بھی جہاز چلا لیتا ہے مگر جب طوفان آتا ہے تو تجربہ کار ناخدا بھی گھبرا جاتا ہے پس اَیسے آدمی کے لئے اعلےٰ درجہ کی حکومت بمنزلہ رُوحانی طوفان کے ہے جس میں دل کا جہاز ہوس کی ہواؤں میں اِدھر اُدھر مارا پھرتا ہے یہاں تک کہ بُرے اعمال و افعال کی چٹانوں سے ٹکرا کر ٹوٹ جاتا ہے چونکہ آدمی کی طبیعت کا یہ حال ہے تو لازم ہے کہ جو شخص نیکیوں میں راسخ و مستقیم ہے۔ وُہ اگر مجبور کیا جائے تو پیشوائی کا عہدہ قبول کرلے اور جو کوئی نیکیوں سے بے بہرہ

ہے وہ مجبوری کی حالت میں بھی ہرگز پیشوائی کا بوجھ اپنے سر پر نہ اُٹھائے پھر یہ
بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر پہلا شخص انکار پر اڑا رہیگا۔ تو وہ اُس نوکر کی مانند
ٹھیرے گا جس نے اپنے سپرد کئے ہوئے مال کو رومال میں لپیٹ کر سزا پائی
تھی۔ کیونکہ مال کو رومال میں لپیٹنے سے حاصل شدہ نیکیوں کو سستی کے پردہ
میں چھپانا مراد ہے اور دوسرا شخص اگر پیشوائی کی خواہش کرے گا تو فریسیوں
کی مانند اپنے بُرے نمونہ سے اُن لوگوں کے روکنے کا باعث ہوگا۔ جو بادشاہت
میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ یہ لوگ جیسا کہ ہمارے خداوند نے فرمایا ہے۔ نہ تو آپ
اُس میں داخل ہوتے تھے اور نہ اوروں کو داخل ہونے دیتے تھے ؛

دسواں باب

کس قسم کے آدمی کو ھدائیت کے لئے منتخب کرنا چاہیئے

نیک چلنی کا نمونہ بنانے کے لئے ایسے شخص کو چُننا چاہئے۔ جو جسمانی خواہشوں
کو مار کر روحانی صفات کے ساتھ زندہ اور دُنیا کے عیش و عشرت کو ترک کر کے
تکلیف و محنت کا متحمل اور صرف باطنی امن چین کا خواہاں ہے جو اپنی جسمانی
یا روحانی کمزوری کے سبب اپنے اگلے نیک ارادوں کو رد نہیں کرتا۔ جو اوروں
کے مال کا لالچ کرنا تو کیا خود اپنے مال میں سے جہاں تک ہو سکتا ہے اوروں
کو دیتا ہے۔ جو اپنی رحمدلی کے باعث لوگوں کے قصوروں کو فوراً معاف کر دیتا
ہے لیکن نہ اس قدر کہ راستی ہاتھ سے جاتی رہے جو خود کوئی کام خلاف شریعت
کرنا تو کیا اگر اوروں سے کوئی اس قسم کا فعل سرزد ہو۔ تو ایسا رنج و افسوس
کرتا ہے کہ گویا وہ فعل خود اُسی سے سرزد ہوا ہے جو ناتوانوں کی دل و جان
سے مدد کرتا ہے اور اپنے پڑوسی کے اچھے کاموں سے ایسا خوش ہوتا ہے جیسا
اپنی ترقی سے جو اپنے تئیں لوگوں کے لئے ایسا عمدہ نمونہ بناتا ہے کہ اُس سے

کوئی کام ایسا ظہور میں نہیں آتا۔ جو لوگوں کے سامنے شرمندگی کا باعث ہو۔ جو
اس طور سے زندگی بسر کرنی چاہتا ہے کہ اپنے پڑوسیوں کے دلوں کے سوکھے
کھیتوں کو تعلیم کی آبیاری سے سیراب و سرسبز کرے۔ جو دُعا میں از روئے
تجربہ یہ اثر جانتا ہے کہ جس چیز کی خداوند سے خواہش کی جائے وہ حاصل ہو سکتی
ہے بلکہ خداوند کے اس وعدہ کی سچائی اس کے دل نشین ہو گئی ہے۔ کہ وہ ہنوز
کہہ نہ چکیں گے کہ میں سن لونگا۔ (یشعیاہ ۹-۵۰) کیونکہ جب کوئی شخص ہم سے
اپنی سفارش کسی ایسے امیر سے کرانی چاہتا ہے۔ جس سے ہم واقف نہیں ہوتے
تو ہم اُس کو فوراً یہ جواب دے دیتے ہیں کہ ہماری اُس کی ملاقات نہیں ہے ہم
سفارش نہیں کر سکتے۔ پس جس صورت میں آدمی کسی ناواقف آدمی سے سفارش
کرنے کی جرأت نہیں کرتا۔ تو جو کوئی یہ جانتا ہے کہ میں خدا کے فضل سے ناواقف
ہوں۔ وہ کیونکر اس امر کی جرأت کر سکتا ہے کہ لوگوں کی سفارش کی خدمت
کو سر انجام دے۔ اور جس کو اپنی مغفرت کا بھی یقین نہیں وہ اوروں کے لئے
کب مغفرت مانگ سکتا ہے ؛

ہم نے اس حصہ میں یہ بتلایا ہے کہ لائق آدمی کس طرح ہدایت کے
عہدہ کو اختیار کرے اور نالائق کس طرح اُس سے ڈرے۔ اب دوسرے
حصہ میں یہ ظاہر کریں گے کہ جس شخص نے لیاقت کے سبب یہ عہدہ پایا
ہے۔ وہ کس طرح اُس میں اپنی زندگی بسر کرے ؛

دوسرا حصہ

ھادی کے چال چلن کے بیان میں

پہلا باب

جو آدمی لیاقت کے سبب ھدائیت کے کام پر

مقرر ہو اُس کو کیسا ہونا چاہئے

ہادی کا چال چلن عام لوگوں کی نسبت ایسا عمدہ ہونا چاہیئے۔ جیسے گڈریے کی حالت گلہ کی نسبت ہوتی ہے۔ جس کے مقابلہ میں عام لوگ بھیڑیں کہلاتے ہیں اُس کو سوچنا چاہیئے کہ راستبازی میرے لئے کیسا مُقدّم فرض ہے پس اُسے لازم ہے کہ وہ پاک خیال۔ اعمال میں سب سے مُقدّم۔ مصلحت کے ساتھ خاموش۔ فائدہ عام کے لئے مُتکلم۔ ہمدردی سے ہر ایک کے برابر۔ خدا کی نسبت غور کرنے میں سب سے اعلےٰ۔ عاجزی سے نیکوکاروں کا ساتھی۔ راستبازی کی سرگرمی سے بدکاروں کے گناہوں کی مخالفت پر آمادہ رہے نہ ظاہری کاروبار کے سبب باطنی مشغلوں کو فراموش کرے اور نہ باطنی حالات کے فکر میں ظاہری معاملات کے بندوبست سے غافل رہے اب ہم اِن اَوصاف کا مُفصّل بیان کرتے ہیں ؛

دوسرا باب

ھادی کو پاک خیال ھونا چاہئے

ہادی کو ہمیشہ پاک خیال رہنا چاہیئے۔ کیونکہ جس نے لوگوں کے دلوں کو مَیل سے پاک کرنے کا کام اپنے ذمّہ لیا ہے اُس کے لئے ضرور ہے کہ ہر طرح کی مَیل کچیل سے پاک ہو۔ اِس لئے کہ جس شخص کے ہاتھ کیچڑ میں سَنے ہوئے ہیں۔ وہ اگر کسی کی مَیل دھونی چاہے تو اُسے صاف کرنے کے عِوض اور میلا کردیگا۔ اسی واسطے نبی کی معرفت یہ کہا گیا ہے۔ کہ پاک ہو اے تم جو خداوند کے ظروف اُٹھائے جاتے ہو۔ (یسعیاہ ۵۲-۱۱) اور خداوند کے لوگ گویا اُس کے ظروف ہیں جو خادمانِ دین کے ہاتھوں میں دیئے گئے ہیں اور جس طرح خدا نے سردار کاہن کے لئے حکم کیا کہ عدل کی چپراس پہن لے۔

اُسی طرح خادمِ دین کو چاہیئے کہ عدل کے ساتھ نیک و بد میں تمیز کرے۔ اور اپنی بہتری کا خیال چھوڑ کر اپنے ہمسایوں کی بہتری چاہے اور جیسا کہ لکھا ہے کہ یہ عدل کی چپراس اُوریم و تمیّم کے ساتھ۔ ہارون کے دل پر خداوند کے روبرو داخل ہونے کے وقت ہوں۔ سو ہارون بنی اسرائیل کا عدل اپنے دل پر خداوند کے روبرو ہمیشہ اُٹھائے رہے (خروج ۲۸-۳۰) اسی طرح خادمِ دین اپنے ماتحتوں کے مُقدّمات کو خدا کے سامنے پیش کرکے اُس کی مرضی کے موافق فیصل کرے اور کسی انسانی خیال کو اُس فیصلہ میں دخل نہ دے اور ذاتی عداوت سے تنبیہ نہ کرے اور اگر اوَروں کے قصُور اُس کو بُرے لگتے ہیں تو چاہیئے کہ اپنے قصُور بھی بُرے لگیں اور جب مُنصفِ حقیقی کا خوف اُس کے دل میں ہے تو اپنے ماتحتوں کو نہایت خوف کے ساتھ ہدایت کرے۔ یہ خوف اُس کے دل میں عاجزی بھر کر اُسے پاک کردیگا پھر غرور اُس کے دل میں جگہ نہیں پائے گا۔ اور جسمانی عیش اُسے ناپاک نہیں کریں گے اور نفسانی خیالات دُنیاوی چیزوں کے شوق سے اُس کے دل کو تاریک نہیں کرینگے۔ یہ باتیں ہادی کے دل پر ضرور حملہ کرینگی۔ مگر اُس کو فوراً انہیں روکنا چاہیئے کہ کہیں بہکانے والی بُرائی اُس پر غالب نہ آجائے

تیسرا باب

ھادی کو اعمال میں سب سے مُقدّم ھونا چاہئے

ہادی کے اعمال سب سے بڑھ کر ہونے چاہئیں تاکہ اُس کی زندگی کے طریق سے اُس کے پیرو زندگی گذارنے کا طریق سیکھیں اور صرف اُس کے احکام ہی پر نہیں بلکہ اُس کے نمونہ پر بھی چلیں۔ جس کو اپنے عُہدہ کے سبب سب سے زیادہ نیک ہونے کا اقرار کرنا ضرور ہے اُس کو اسی عُہدہ کے سبب سب

سے اچھا نمونہ ہونا بھی ضرور ہے کیونکہ سُننے والوں کے دلوں میں واعظ کا کلام اُس وقت اثر کرتا ہے جب وُہ اُس کے چال چلن کو بھی اُس کلام کے مطابق پاتے ہیں جس طرح پُرانے عہد نامہ میں کاہن کے لئے حکم تھا کہ سینہ پر افود پہنے۔ اِسی طرح نئے عہد نامہ کے خادم دین کو چاہیئے کہ نیکی کا بکتر[1] پہن کر دُکھ اور سُکھ دونوں کے حملوں سے محفوظ رہے اور سینٹ پولس کے قول کے موافق راستبازی کے ہتھیاروں سے جو دہنے بائیں ہیں اپنے تئیں آراستہ کرے تاکہ ایک طرف خوشی اُس کو نہ پھلائے اور دوسری طرف دُکھ اُس کو نہ گھبرائے اور نہ مرغوب چیزیں اُسے عیش وعشرت میں ڈالیں اور نہ ناگوار چیزیں اُسے افسردہ و ملول کریں اور چونکہ پُرانے عہد نامہ میں افود کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ سونے اور آسمانی رنگ اور ارغوانی رنگ اور قرمزی رنگ اور مہین بٹے ہوئے کتان کا بنائیں۔ (خروج ۲۸-۶) پس ہم اس سے یہ نکال سکتے ہیں کہ نئے عہد نامہ کے خادم دین کو کتنی متفرق نیکیوں سے آراستہ ہونا چاہیئے جس طرح کاہن کے لباس میں سونا سب سے زیادہ چمکتا تھا۔ اُسی طرح خادم دین میں حکمت سب سے زیادہ چمکنی چاہیئے اور جیسا کہ اُس سونے کے ساتھ آسمانی رنگ بھی موجود تھا ویسا ہی خادم دین کو چاہیئے کہ اپنی اُس حکمت کو دُنیاوی فائدوں میں نہیں بلکہ آسمانی فائدوں میں صرف کرے اور جیسا ارغوانی رنگ سونے اور آسمانی رنگ کے ساتھ تھا۔ ویسا ہی خادم دین کو چاہیئے کہ جب اُس کا دل اعلےٰ چیزوں کی اُمید رکھتا ہے تو وُہ گویا شاہانہ طور سے گناہ پر فعل اور قول میں غالب آئے۔ اور اپنی نئی پیدائش کے خاندان کی عظمت کا لحاظ کر کے اپنے چال چلن سے یہ ظاہر کرے کہ میں آسمانی بادشاہت کا ہوں۔ پطرس اِسی رُوحانی خاندان کی نسبت فرماتا ہے کہ تم چُنا ہُوا خاندان بادشاہی کاہنوں کا فرقہ ہو۔ (۱ پطرس ۲-۹) حقیقت میں مُقدّس لوگوں کی رُوحیں بادشاہوں کی

[1] افسیون ۶-۱۴

سی ہوتی ہیں۔ اگرچہ وُہ ظاہر میں عاجز بھی ہوں۔ اور قرمزی رنگ کا جو ذکر ہے اُس کو ہم محبت کے شعلے سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ جو کاہنوں کے دل میں چمکتا ہے اور کتا ہوا کتان پارسائی سے مشابہ ہے یعنی جیسا کہ وُہ کتان نہایت صاف اور سفید ہوتا ہے اِسی طرح خادم دین کا دل پارسائی کے سبب صاف ہو۔ اور جس طرح کتان کو کاتنا ضرور ہے اُسی طرح خادم دین کو پرہیزگاری سے اپنے جسم کے تئیں پیس ڈالنا چاہیئے ؛

چوتھا باب

ہادی کو مصلحت کے ساتھ خاموش رہنا اور فائدہ عام کے لئے کلام کرنا چاہیئے

ہادی کو چاہیئے کہ جو باتیں چھپانے کے قابل ہیں اُنہیں ظاہر نہ کرے اور جن کا ظاہر کرنا مناسب ہے اُنہیں پوشیدہ نہ رکھے۔ جس طرح بے احتیاطی کے ساتھ کلام کرنا لوگوں کو غلطی میں ڈالتا ہے اِسی طرح بے مصلحت خاموش رہنا جن لوگوں کی تعلیم و ہدایت ممکن تھی۔ اُنہیں جاہل و گمراہ رکھتا ہے اکثر نالائق ہادی لوگوں کی ناراضی کے خوف سے سچ بولنے میں دلیری نہیں کرتے یہ لوگ جیسا کہ حق نے فرمایا ہے چوپان کی طرح نہیں بلکہ مزدور کی طرح گلہ کی حفاظت کرتے ہیں اور جب بھیڑیے کو آتے دیکھتے ہیں تو خاموش رہ کر بھاگ جاتے ہیں۔ اِسی لئے خداوند نبی کی وساطت سے ملامت کے طور پر اُن کی نسبت فرماتا ہے۔ کہ وُہ سب گونگے کتے ہیں (یسعیاہ ۵۶-۱۰) اور پھر اُنہیں اس طرح ملامت کرتا ہے۔ کہ تم رخنوں کے اُوپر (یعنی جس جگہ دشمنوں نے حملہ کر کے دیوار کھول دی) نہ گئے اور نہ اسرائیل کے گھر کے لئے احاطہ باندھا ہے تاکہ وہ خداوند کے دن جنگ گاہ میں کھڑے ہوں (حزقی ایل ۱۳-۵) رخنوں کے اُوپر جانے سے گناہ کا آزادانہ کلام کے ساتھ مقابلہ کرنا مراد ہے۔ اور

خداوند کے دن جنگ گاہ میں کھڑے ہونے سے راستبازی کی طرفداری میں مخالفوں کے مقابلہ پر قایم ہونا مراد ہے جب کوئی ہادی ایسی بات کے کہنے سے ڈرتا ہے جو اُس کو کہنی ضرور ہے تو وہ بالکل اُس مزدور کی مانند ہوتا ہے جو بھیڑیے کے ڈر سے خاموش ہو کر بھاگ جائے اور اِس کے برعکس جب وہ اپنے گلے کے لئے اپنے تئیں خطرہ میں ڈالتا ہے تو گویا دشمنوں کے سامنے اسرائیل کے گھر کے لئے احاطہ باندھتا ہے اِسی لئے اُس گنہگار قوم سے پھر یہ کہا گیا کہ تیرے نبیوں نے تیری بابت پوچ اور باطل مضمون دیکھے اور تیری شرارت کو تجھ پر ظاہر نہیں کیا۔ تاکہ تیری اسیری کو بدل ڈالیں (یرمیاہ کا نوحہ ۲-۱۴) چونکہ اس زمانے میں منادی کرنے والے نبیوں کی جگہ ہیں۔ اِس لئے اگر وہ لوگوں کی شرارت اُن پر ظاہر نہ کریں تو خدا اُن سے ناراض ہوگا کیونکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ اپنے گناہوں کو نہیں جانتے۔ پس ایسے موقعوں پر ہادی کو ضرور ہے کہ اُن کو متنبہ کرے اور اُس پوشیدہ بدی کو اُن پر ظاہر کرے چنانچہ پولوس فرماتا ہے کہ خادم دین صحیح تعلیم سے نصیحت کرنے اور برخلاف کہنے والوں کو الزام دینے پر مقدور رکھے (طیطس ۱-۹) اور ملاکی کہتا ہے کہ حاکم کے ہونٹوں میں چاہیئے کہ معرفت حفاظت سے رہے اور لازم ہے کہ لوگ اُس کے مُنہ سے شریعت کی تلاش کریں۔ اس لئے کہ وہ ربّ الافواج کا رسول ہے۔ ملاکی ۲-۷ ۔ پس منادی کرنے والے کو چاہیئے کہ یشعیاہ کے قول کے مطابق۔ گلا پھاڑ کے چلّا دے دریغ نہ کرے۔ نرسنگے کی مانند آواز بلند کرے (یشعیاہ ۵۸-۱) کیونکہ عادل حقیقی کے آنے سے پہلے لوگوں کو ڈھنڈورے کی مانند آنے والے خطروں سے آگاہ کرنا اُس کا فرض ہے۔ اور اگر منادی کرنے والا لوگوں کو آگاہ کرنا نہیں جانتا۔ تو ایسا گونگا ڈھنڈورا کس کام کا ہے؟ اِس لئے رُوح القدس پہلے چوپانوں پر زبان کی صورت میں اُترا۔ کیونکہ جس پر وہ نازل ہوتا ہے اُس کو کلام کرنے کی قدرت عنایت کرتا ہے۔ موسےٰ کو حکم

دیا گیا تھا۔ کہ جب کاہن پاک خیمہ میں جائے تو سونے کی گھنٹیوں سے گھرا ہُوا ہو اور لکھا ہے کہ آواز پاک مکان میں خداوند کے رُوبرو داخل ہونے کے وقت اور نکلنے کے وقت سُنائی جائیگی تاکہ وہ ہلاک نہ ہو جائے (خروج ۲۸-۳۵) اِسی طرح خادم دین سے منادی کی آواز نکلنی چاہیئے اور جیسا کہ کاہن کی نسبت لکھا ہے کہ اگر اُس کی آواز آنے جانے کے وقت نہ نکلے تو وہ مر جائیگا۔ ویسا ہی جو خادم دین منادی نہیں کرتا۔ اُس پر عادل حقیقی کا غضب نازل ہوتا ہے لکھا ہے کہ یہ گھنٹیاں کاہن کی پوشاک پر لگائی جاتی تھیں اور خادم دین کی پوشاک نیک کام ہیں جیسا کہ لکھا ہے کہ تیرے کاہن صداقت سے ملبّس ہوں۔ (زبور ۱۳۲-۹) پس چاہیئے کہ جس طرح گھنٹیاں کاہن کی پوشاک پر لگائی جاتی تھیں اُسی طرح خادم دین کے نیک افعال اُس کے اقوال کے ساتھ مل کر زندگی کی راہ دکھائیں۔ اور جیسے یہ گھنٹیاں انار کے ساتھ ترتیب سے لگی ہوئی تھیں ویسے ہی خادم دین کو نہ صرف اچھی باتوں ہی کا لحاظ رکھنا چاہیئے بلکہ ہر بات کے لئے موقع و محل کا خیال رکھنا بھی ضرور ہے۔ پس جب ہادی کلام کرے تو چاہیئے کہ خوب سوچ سمجھ کر بات کرے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس کی بے احتیاطی اور بے ربطی سے سُننے والے غلطی میں پڑ جائیں ؛

پانچواں باب

ھادی کو چاہئے کہ اپنے تئیں ھمدردی سے ھر ایک کے برابر سمجھے اور خدا کی نسبت غور کرنے میں سب سے اعلےٰ ھو

ہادی کو لوگوں کے ساتھ ایسی ہمدردی کرنی چاہیئے کہ اُن کی کمزوری اور پست حالی کو اپنی کمزوری اور پست حالی سمجھے۔ اور رُوحانی چیزوں کے فکر میں ایسا مستغرق نہ ہو کہ لوگوں کی اِصلاح کو بھول جائے اور اعلےٰ باتوں کی تلاش میں

اپنے پڑوسیوں کی کمزوری کی طرف توجہ کرنی حقیر بات سمجھے مگر ہاں اپنے تئیں اپنے پڑوسیوں کی کمزوری میں اِس طرح بھی شریک نہ کردے کہ اعلےٰ چیزوں کا فکر اُس سے چھوٹ جائے۔ چنانچہ پولوس جو فردوس کو اُٹھایا گیا اور تیسرے آسمان کے رازوں سے واقف ہُوا۔ باوجودیکہ اُس کے خیالات ایسے اعلےٰ اور پاکیزہ تھے تو بھی اُس نے جسمانی آدمیوں کی عاجزی اور کمزوری دیکھ کر اُنہیں معمولی اور روزمرہ کی باتوں میں تعلیم دی۔ مثلاً یہ سکھایا کہ حرامکاری سے بچ رہنے کو ہر مرد اپنی جورو اور ہر عورت اپنا خصم رکھے۔ (۱ قرنتیوں ۷-۲) پس دیکھو کہ وہ اگرچہ رُوحانی چیزوں کے مشاہدہ میں اِس قدر مشغول تھا مگر پھر بھی اُس نے اپنی نظر عاجزوں اور کمزوروں کی طرف بھی رکھی۔ اور اگرچہ وہ رُوحانی فکر کی قوت سے آسمانوں پر چڑھ جاتا تھا۔ تو بھی جو لوگ دنیا میں پھنسے ہوئے تھے اُن کو شہوت سے بچانے کے لئے کوشش کرتا تھا۔ اور اسی ہمدردی کے سبب وہ فرماتا ہے۔

کہ کون کمزور ہے کہ میں کمزور نہیں ہوں۔ کون ٹھوکر کھاتا کہ میں نہیں جلتا (۲ قرنتیوں ۱۱-۲۹) پھر دوسری جگہ کہتا ہے کہ میں یہودیوں کے درمیان یہودی سا تھا۔ تاکہ میں یہودیوں کو نفع میں پاؤں۔ شریعت والوں میں شریعت والا بنا تاکہ شریعت والوں کو نفع میں پاؤں (۱ قرنتیوں ۹-۲۰) اِس کے یہ معنی ہیں۔ کہ اُس نے اپنے ایمان کو تو نہیں چھوڑا۔ مگر اپنی ہمدردی کو یہاں تک وسیع کیا کہ اپنے تئیں بمنزلہ بے ایمانوں اور بے اعتقادوں کے فرض کرکے ان سے اُن کے حالات اور خیالات کے موافق صحبت رکھی اور اُنہیں نصیحت کی۔ جیسے یعقوب نے فرشتوں کو خواب میں چڑھتے اُترتے دیکھا۔ ویسے ہی سچّے منادی کرنے والوں کو توجہ کے ساتھ کلیسیا کے مُقدس سر کی طرف چڑھنا۔ اور ہمدردی سے اُس کے اعضاء کی طرف اُترنا چاہیئے اور جیسے موسےٰ خدا کی رُوحانی چیزوں کو دیکھنے کے لئے پاک خیمہ میں داخل ہوا کرتا تھا۔ اور پھر جسمانیوں کے بوجھ اُٹھانے کے لئے نِکلا کرتا تھا۔ ویسے ہی منادی کرنے والوں

کو غور و توجّہ کے وقت خدا کے پاس داخل ہونا چاہیئے اور پھر کمزوروں کی حاجت روائی کے لئے نکلنا چاہیئے۔ اور جب موسےٰ کو کوئی شبہ کی بات پیش آتی تھی۔ تو وہ دوڑ کر خیمہ میں جایا کرتا تھا اور عہد کے صندوق کے سامنے خداوند سے مشورہ لیا کرتا تھا۔ پس اِس باب میں وہ ہادیوں کے لئے ایک عُمدہ نمونہ ہے یعنی جن چیزوں کا وہ انتظام کرتے ہیں۔ جب اُن میں اُنہیں کوئی شبہ پیش آئے تو دل کی خلوت کے خیمہ میں جاکر دُعا کے ذریعہ سے خداوند سے مشورہ لیں۔ حق بھی اپنے مجسّم ہونے کے دنوں میں پہاڑ پر دُعا مانگتا اور شہر شہر معجزے کیا کرتا تھا اور یہ بھی اچھے ہادیوں کے لئے ایک نمونہ ہے کہ جب وہ اعلےٰ چیزوں کی نسبت غور کرنے کا شوق رکھتے ہوں۔ تو ہمدردی سے کمزوروں کی حاجتوں میں بھی شریک رہیں کیونکہ اُنکی محبت اعلےٰ چیزوں کی طرف اُس وقت عجیب طور سے چڑھتی ہے جب وہ کمزوروں کی پست حالی کی طرف ہمدردی سے اُترتی ہے اور جتنی زیادہ رحم سے پست ہوتی ہے اُسی قدر بلندی پر پہنچتی ہے اور ہادی کو ایسا حلیم الطبع ہونا چاہیئے۔ کہ اُس کے پیرو بے خوف و خطر اپنے رازوں کو اُس پر ظاہر کریں اور جس طرح بچّے ڈر کر اپنی ماں کی گود میں جا چھپتے ہیں اُسی طرح وہ بھی امتحان کے حملوں کے وقت اپنے ہادی کے دل میں پناہ لیں اور اُس کی دُعا اور نصیحت سے تسلّی اور ہدایت پائیں ؎

چھٹا باب

ہادی کو عاجزی سے نیکوکاروں کا ساتھی اور راستبازی کی سرگرمی سے گنہگاروں کے گناہوں کا مخالف ہونا چاہیئے

ہادی کو لازم ہے کہ اُس کے جو ماتحت نیکی کرتے ہیں اپنی عزت کے خیال کو

چھوڑ کر اپنے تئیں اُن کے برابر سمجھے۔ مگر ساتھ ہی شریروں کی مخالفت میں بھی نہایت عدل کے ساتھ ڈٹا رہے۔ تمام بنی آدم اصل کے اعتبار سے تو برابر ہیں (جیسا کہ مَیں اپنی اِخلاقی کتابوں) میں لکھ چکا ہوں مگر قابلیت کے لحاظ سے کوئی آگے بڑھا ہُوا ہے اور کوئی پیچھے رہا ہُوا ہے اور خدا نے اِس تفاوت میں یہ فائدہ رکھا ہے کہ اگلے لوگ پچھلوں کی مدد کریں۔ پس صاحبِ اختیار کو چاہیئے کہ اپنے عہدہ کی عزت کا نہیں۔ بلکہ اصلی اتحاد کا لحاظ رکھے۔ اِس بات سے خوش نہ ہو کہ مَیں اور آدمیوں سے معزز ہوں۔ بلکہ اِس امر سے کہ مَیں اُن کو فائدہ پہنچاؤں۔ جب وُہ دیکھے کہ لوگ خدا سے نہیں ڈرتے۔ تو اُس کو ایسا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ کہ وُہ اُس سے ڈریں۔ تاکہ جو لوگ خدا کے اِنصاف سے نہیں ڈرتے۔ وُہ آدمی ہی کے خوف سے کسی قدر گناہ سے بچیں۔ اگر اپنی عزت کے خیال سے نہیں بلکہ اپنے بھائیوں کی بہتری کی نیت سے اُن پر اپنا غلبہ ظاہر کیا جائے۔ تو یہ غرور میں داخل نہیں ہے۔ اِن باتوں کی تصدیق کے واسطے ہم ایک بزرگ چوپان یعنی مُقدس پطرس کا کچھ حال لکھتے ہیں۔ وُہ باوجودیکہ خدا کی مرضی کے موافق کلیسیا کا ایک سردار تھا۔ لیکن جب کرنیلیوس نے اُس کو سجدہ کرکے اُس کی زیادہ عزت کرنی چاہی۔ تو اُس نے اُسے روکا۔ اور کہا۔ کہ کھڑا ہو مَیں بھی تو اِنسان ہوں۔ (اعمال ۱۰-۲۶) لیکن جب اُسے حنانیاہ اور سفیرہ کا گناہ معلوم ہُوا۔ تو اُس نے کلیسیا کے سامنے اپنی قدرت واختیار کو ظاہر کیا۔ یعنی جب اُس نے رُوح القدس کے ذریعہ سے اُن کے دل کے خیال کو پہچانا۔ تو اپنے کلام کی قدرت سے فوراً اُنہیں جان سے مار ڈالا۔ (اعمال ۵-۵) پس دیکھو کہ جب ایک آدمی اُس کی زیادہ عزت کرتا تھا۔ تو اُس نے اُس کو روکا۔ مگر گناہ کی مخالفت کے لئے وُہ اپنے اختیار کو استعمال میں لانے سے نہ چوکا۔ پولوس بھی ایسا ہی کیا کرتا تھا۔ چنانچہ

اُس کا یہ قول ہے۔ کہ ہم تمہارے ایمان پر خداوندی نہیں کرتے۔ بلکہ تمہاری خوشی کے مددگار ہیں (۲ قرنتیوں ۱-۲۴) یعنی ایمان کے معاملے میں سب مسیحی برابر ہیں اِس واسطے مَیں اپنے تئیں اوروں پر فضیلت نہیں دیتا۔ پھر ایک اور جگہ یہ فرماتا ہے۔ کہ ہم اپنے تئیں یسوع کے لئے تمہارے خادم ظاہر کرتے ہیں (۲ قرنتیوں ۴-۵) مگر جب اُس نے تنبیہ کا موقع دیکھا تو فوراً اپنے تئیں پیشیرو سمجھ کر یہ کہا کہ تم کیا چاہتے ہو کہ میں تمہارے پاس چھڑی لے کر آؤں؟ (قرنتیوں ۴-۲۱) مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب ہادی تنبیہ کرے تو عاجزی کے ساتھ کرے۔ چنانچہ پطرس فرماتا ہے کہ خداوند کی میراث پر خداوندی نہ کرو بلکہ گلہ کے لئے نمونہ بنو (۱ پطرس ۵-۳) اور خود حق نے بھی فرمایا ہے کہ تم جانتے ہو۔ کہ غیر قوموں کے حاکم اُن پر حکومت جتاتے اور اختیار والے اُن پر اپنا اختیار دکھاتے ہیں پر تم لوگوں میں ایسا نہ ہو بلکہ جو تم میں بڑا ہُوا چاہے تمہارا خادم ہووے اور جو تم میں سردار بنا چاہے تمہارا بندہ ہو چنانچہ ابنِ آدم بھی اِس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے (متی ۲۰-۲۵) اور وُہ اُس نوکر کو نہایت سرزنش کرتا ہے جو اپنی حکومت کے سبب مغرور ہو گیا تھا۔ چنانچہ وُہ فرماتا ہے کہ اگر وُہ بد خادم اپنے دل میں کہے کہ میرا خاوند آنے میں دیر کرتا ہے اور اپنے ہم خدمتوں کو مارنے اور متوالوں کے ساتھ کھانے پینے لگے۔ اُس نوکر کا خاوند اُسی دن آئے گا کہ وُہ اُس کی راہ نہ تکے۔ اور اُسی گھڑی کو وُہ نہ جانے اور اُسے دو ٹکڑے کرکے اُس کا حِصّہ ریاکاروں کے ساتھ مقرر کریگا (متی ۲۴-۴۸) کیونکہ جو کوئی تنبیہ اور ہدایت کا بہانہ کرکے حاکمانہ ظلم کرتا ہے وُہ ضرور ہے کہ ریاکار سمجھا جائے۔ مگر ساتھ ہی زیادہ نرمی سے بھی احتراز کرنا چاہیئے۔ کہ ایسا نہ ہو جیسا کہ عیلی نے اپنے بیٹوں کو بیجا شفقت کے سبب نصیحت نہیں کی۔ اور انجامِ کار منصفِ حقیقی نے اُس کو اور اُس کے بیٹوں کو سخت عذاب میں

مُبتلا کیا اور مرد خدا کی معرفت اُس سے یُوں کہا گیا۔ کہ کیوں تم اپنے بیٹوں کو مجھ سے زیادہ بزرگی دیتا ہے (۱-سموئیل ۲-۲۹) پس ہادی کو چاہیئے کہ ماں کی سی مہربانی اور باپ کی سی سیاست عمل میں لائے۔ کیونکہ نری مہربانی اور نری سیاست حقیقت میں نہ مہربانی ہے اور نہ سیاست۔ جیسا کہ اُس سامری کی نسبت لکھا ہے کہ جب اُس نے ایک آدمی کو زخمی پایا تو اُس کے زخم پر مے بھی ڈالی اور تیل بھی ملا۔ اِسی طرح دل کے زخموں کے لئے بھی چاہیئے۔ کہ تنبیہ کی مے سے سوزش پیدا کی جائے اور مہربانی اُلفت کے تیل سے راحت پہنچائی جائے اور جیسا کہ عہد کے صندوق میں دونوں تختیوں کے ساتھ چھڑی بھی تھی۔ اور من بھی تھا۔ اِسی طرح اچھے ہادی کے دل میں پاک نوشتوں کی معرفت کے ساتھ چھڑی کی سی سختی بھی ہونی ضرور ہے اور مَن کی سی شیرینی بھی۔ غرض محبّت ہونی تو ضرور ہے مگر نہ ایسی کہ سُست و بیکار کر دے اور سختی بھی مناسب ہے پر نہ اتنی کہ نا اُمید و بیزار کر دے ؎

ساتواں باب

ہادی کو چاہیئے کہ نہ ظاہری کاروبار کے سبب باطنی مشغلوں کو فراموش کرے اور نہ باطنی حالات کے فکر میں ظاہری معاملات کے بندوبست سے غافل رہے

ہادی کو خبردار رہنا چاہیئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ظاہری مشغلے اُس کی باطنی حالت میں خلل انداز ہوں یا باطنی حالات کی توجّہ کے سبب اپنے پڑوسیوں کا حق ادا نہ کر سکے اکثر ہوتا ہے کہ ہادی دُنیاوی معاملات میں پھنس کر اُن باطنی امور سے جن کی ہدایت کرنی اُس پر واجب ہے غافل ہو جاتا ہے اور اس سبب سے اُس کے ماتحتوں کی دینی کوشش میں سستی پیدا ہو جاتی ہے اور اگر وہ کوشش

بھی کرتے ہیں تو ہادی کی پیروی میں ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ حقیقت میں جب سر ضعیف ہو جاتا ہے تو سارے اعضا کی قوت میں فرق آجاتا ہے اور جس فوج میں سردار نہیں ہوتا۔ اُس کو دشمن کا پیچھا کرنا دشوار ہوتا ہے اور چونکہ جب ہادی دنیاوی معاملات میں پھنس جاتا ہے تو وُہ نہ اپنے ماتحتوں کو نصیحت کر کے نیک کاموں کی ترغیب دے سکتا ہے اور نہ گناہوں پر اُن کو تنبیہ کر سکتا ہے اِس لئے انسان کا نجات دینے والا نہ فقط بہت کھانے اور متوالا ہونے سے بلکہ زندگی کے فکروں کی گرانباری سے بھی ہادیوں کو آگاہ فرماتا ہے کہ کہیں وُہ دن اُن پر اچانک نہ آپڑے (لوقا ۲۱-۳۴) اور اُس دن آنے کی نسبت وُہ اُنہیں یوں سمجھاتا ہے۔ کہ وُہ جال کی طرح زمین کے سب رہنے والوں کو گھیر لیگا (لوقا ۲۱-۳۵) پھر ایک اور جگہ یوں فرماتا ہے کہ کوئی آدمی دو خاوندوں کی خدمت نہیں کر سکتا (متی ۶-۲۴) اسی طرح پولوس بھی مسیح کے سپاہیوں کو اُن کی سپہگری کا عہد یاد دلا کر دنیا کی صحبت سے کھینچتا ہے چنانچہ وُہ کہتا ہے کہ جو کوئی سپہگری کرتا ہے اپنے تئیں دنیا کے معاملوں میں نہیں اُلجھاتا ہے تاکہ وہ اُس کو خوش کرے جس نے سپہگری کیلئے اُسے چُن لیا (۲ تمطاؤس ۲-۴) ایک اور جگہ کہتا ہے کہ اگر تم میں اِس زندگی کے قضیئے ہوں تو کلیسیا کے اُن شخصوں کو جو حقیر ہیں عدالت کرنے کے لئے مقرر کرو۔ (۱ قرنتیوں ۶-۴) اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رُوحانی ہادیوں کو دُنیاوی کاموں میں زیادہ نہ مشغول ہونا چاہیئے۔ بلکہ ان کاموں کو ایسے شخصوں کے سپُرد کرنا چاہیئے۔ جو رُوحانی باتوں سے کم واقف ہوں چنانچہ موسےٰ کو جو خدا سے ہمکلام ہوا کرتا تھا یترو نے باوجود غیر قوم سے ہونے کے سمجھایا۔ کہ اُمّت کے دُنیاوی کاموں میں مشغول نہ ہو۔ اور یہ مصلحت کی کہ لوگوں کے جھگڑے فیصل کرنے کے واسطے اور شخص مقرّر ہونے چاہئیں۔ تا کہ موسےٰ کو دُنیاوی فکروں سے فرصت ملے اور وُہ دینی باتوں کو آپ بھی سیکھے اور اوروں کو بھی سکھائے۔ پس چاہیئے کہ ہادی ادنےٰ کاموں کو اوروں کے سپُرد کر کے

خود اعلیٰ امور کے فکر میں مصروف ہو۔ تاکہ گرد و غبار آنکھوں کو جو خدا کے رستہ کے دیکھنے کو بنی ہیں تاریک نہ کر دے یعنی ہادی اوروں کے واسطے آنکھیں ہیں اور آنکھوں کا کام ہے کہ پہلے رستہ کو اچھی طرح دیکھ بھال لیں تاکہ پاؤں سیدھی اور صاف جگہ پر پڑیں۔ البتہ رحم کے سبب دُنیاوی کام کرنے چاہئیں۔ لیکن رغبت و شوق سے اُن میں پھنسنا نامناسب ہے بعضے ایسے بھی ہوتے ہیں جو لوگوں کی ہدایت کے کام پر مقرر ہو کر رُوحانی مشغلوں کے لئے اِس قدر فرصت چاہتے ہیں کہ ظاہری کاروبار کو بالکل چھوڑ دیتے ہیں اور چونکہ اُن کو جسمانی چیزوں کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی اِس لئے وُہ اپنے ماتحتوں کی حاجتوں کو پُورا نہیں کرتے اِس لئے اکثر اُن کی نصیحتوں سے کم فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ جب وہ گنہگاروں کو اُن کے گناہوں پر الزام لگاتے ہیں مگر جو چیزیں اُن کو درکار ہیں وُہ مہیّا نہیں کرتے تو اُن کی نصیحت دل سے نہیں سُنی جاتی۔ جب تک رحم و مہربانی کے ساتھ کوئی نصیحت دل میں نہیں بٹھائی جاتی۔ ذہن نشین نہیں ہوتی۔ ہدایت کا بیج اُسی وقت اچھی طرح اُگتا ہے جب ہادی مہربانی و محبّت سے سُننے والوں کے دل کو سینچتا ہے۔ پس ہادی کو واجب ہے کہ وُہ نصیحت کو ذہن نشین کرنے کے لئے بیرونی چیزوں کی طرف بھی نیک نیّتی سے متوجّہ ہو۔ پولوس کا قول ہے کہ اگر کوئی اپنوں کی اور خاص کر اپنے ہی گھر کی خبر گیری نہ کرے تو ایمان سے منکر اور بے ایمان سے بدتر ہے (۱ تمطاؤس ۵-۸) چونکہ ہادی کا گلّہ گویا اُس کا گھر ہوتا ہے اس واسطے پولوس کا یہ کلام ہادی کی نسبت بھی صادق آتا ہے غرض بیرونی اُمور کی طرف متوجہ ہونا ضرور ہے لیکن نہ اِس قدر کہ رُوحانی باتوں کی محبت کا جوش کم ہو جائے:

آٹھواں باب

ہادی کی یہ خواہش نہ ہونی چاہیئے کہ لوگ اُس کو اچھا جانیں مگر ہاں حق کی محبّت پیدا کرنے کے لئے اپنی محبّت لوگوں کے دلوں میں ڈالنی ضرور ہے

جن باتوں کا اُوپر ذکر ہوا ہے اُن کے علاوہ ہادی کے لئے یہ بھی ضرور ہے کہ اُس کی یہ خواہش نہ ہو کہ لوگ مجھ کو اچھا جانیں کہ کہیں وُہ یہ نہ چاہنے لگے کہ اُس کے ماتحت اُس کو حق سے زیادہ پیار کریں کیونکہ وُہ شخص نجات دہندہ کا دشمن ہے جو یہ چاہتا ہے کہ کلیسیا بجائے نجات دہندہ کے میری محبت کرے یہ ایسا ہے جیسا کہ ایک دولھا اپنے نوکر کے ہاتھ اپنی دُلھن کو کوئی چیز بھیجے اور وُہ نوکر یہ کوشش کرے کہ وُہ دُلھن اُس کو پسند کرلے پس ظاہر ہے کہ یہ نوکر بد دیانت سمجھا جائیگا جب ہادی کے دل میں ایسی خود پسندی سما جاتی ہے تو وہ کبھی نرم اور کبھی گرم ہو جاتا ہے نرمی اِس طرح سے ہوتی ہے کہ جب وُہ لوگوں کو گناہ کرتے دیکھتا ہے تو اِس خیال سے کہ وُہ اُس کو کم پیار نہ کرنے لگیں اُن کو تنبیہ نہیں کرتا۔ بلکہ جن لوگوں کو اُن کے قصوروں کے سبب ڈانٹنا چاہیئے۔ اُن کی چاپلوسی کرنے لگتا ہے۔ نبی فرماتا ہے کہ افسوس تم پر جو سب کی کہنیوں کے نیچے کی گدّی سیتی ہو اور ہر ایک قد کے موافق سر کے لئے تکیئے بناتی ہو کہ جانوں کو شکار کرو۔ (حزقی ایل ۱۳-۱۸) اِس سے یہ مُراد ہے کہ اگر آدمی کو تنبیہ نہ کی جائے بلکہ اُس کی چاپلوسی کی جائے۔ تو وُہ خواب غفلت میں پڑا رہتا ہے اور خطا پر خطا کئے جاتا ہے۔ پھر بُرے ہادی ایسا بہتاؤ اُن لوگوں کے ساتھ کرتے ہیں جن سے وُہ جانتے ہیں کہ دنیاوی عِزّت کے حاصل ہونے میں خلل پڑ سکتا ہے اور جن میں یہ بات نہیں پاتے اُن پر ظلم اور سخت تنبیہ کرتے ہیں وُہ اُن کو مہربانی سے نہیں سمجھاتے بلکہ چوپائی کے برخلاف اپنے اختیار و حکومت سے ڈراتے ہیں جیسا کہ خداوند نبی کی معرفت فرماتا ہے کہ تم نے بے مُرّوتی سے اور بے رحمی سے اُن پر حکومت کی (حزقی ایل ۳۴-۴) ہادی کو چاہیئے کہ جب اُس کے پیرو یہ سمجھ کر کہ وہ حق کے برخلاف

کرتا ہے اُس کو کچھ صلاح دیں تو اُس کو خوب غور سے سُنے کیونکہ جو کوئی سمجھانے سے خفا ہوتا ہے وہ اپنے تئیں حق سے زیادہ پیار کرتا ہے ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جس سے کوئی بات خلاف حق وقوع میں نہ آتی ہو۔ پس چاہیئے کہ حق کی بات کوئی کیوں نہ کہے اُس کو خوب کان لگا کر سُنے جیسے کہ پطرس نے پولوس کی تنبیہ کو پسند کیا۔ اور داؤد نے تو اپنے ماتحت کی تنبیہ کو بھی مانا۔ جو نیک ہادی اور حاکم خود پسند نہیں ہوتے۔ اپنے پیروؤں اور ماتحتوں کی آزادانہ نصیحت سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ لیکن ہاں یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ ماتحت اور پیرو گستاخ نہ ہو جائیں اور زیادہ تر آزادی سے عاجزی کو نہ بھول جائیں

یہ بات بھی یاد رہے کہ ہادی کو اپنی محبت بھی لوگوں کے دلوں میں ڈالنی ضرور ہے مگر اُس کا یہ مقصد نہ ہونا چاہیئے۔ کہ وُہ خود محبوب ہو بلکہ اُس محبت کو جو کہ لوگ اُس کے ساتھ رکھتے ہیں خالق کی محبت کا رستہ بنائے۔ جس ہادی سے لوگ محبت نہیں رکھتے اُس کی نصیحت گوش دل سے نہیں سُنتے اگرچہ وہ کیسی ہی عمدہ کیوں نہ ہو۔ پس ہادی کو لوگوں کے دلوں میں صرف اِس واسطے اپنی محبت پیدا کرنی ضرور ہے کہ وُہ اُس کی نصیحت کو رغبت سے سُنیں چنانچہ پولوس کہتا ہے کہ میں سب باتوں میں سب کو راضی رکھتا ہوں (۱۔ کرنتھیوں ۱۰-۳۳) پھر یہ بھی کہتا ہے کہ اگر میں اب تک آدمیوں کو خوش کرتا تو مسیح کا بندہ نہ ہوتا (گلتیوں ۱-۱۰) اِس سے معلوم ہُوا کہ وُہ راضی رکھتا بھی تھا۔ اور نہیں بھی رکھتا تھا۔ یعنی وُہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ خود لوگوں کی نظروں میں پسندیدہ ہو۔ بلکہ یہ چاہتا تھا کہ حق اُس کے ذریعہ سے لوگوں کو پسندیدہ معلوم ہو۔

نواں باب

ہادی اِس بات کا لحاظ رکھے کہ اکثر بُرائیاں نیکیوں کے لباس میں ظاہر ہوتی ہیں

ہادی کو اِس بات سے آگاہ رہنا چاہیئے کہ اکثر بُرائیاں نیکیوں کے بھیس میں نمودار ہوتی ہیں۔ مثلاً اگر کنجوس اپنے تئیں کفایت شعاری کے بھیس میں ظاہر کرتے ہیں۔ مُسرف اپنے تئیں سخی جانتے ہیں۔ حد سے زیادہ معاف کرنا رحم سمجھا جاتا ہے۔ بے لگام غضب رُوحانی شوق کا غلبہ تصوّر کیا جاتا ہے جلد بازی چستی و چالاکی خیال کی جاتی ہے۔ سستی کا نام سہولت رکھا جاتا ہے۔ پس رُوحوں کے ہادی پر فرض ہے کہ نیکی و بدی میں اچھی طرح تمیز کرے۔ جب بُخل اُس کے دل پر غالب ہو تو یہ نہ سمجھے کہ میں اندازہ سے خرچ کرتا ہوں۔ اور جب اسراف اُس کی طبیعت میں ہو۔ تو یہ گمان نہ کرے کہ مَیں سخاوت کرتا ہوں۔ قصور واروں کو سزا نہ دینے سے اُنہیں عذاب ابدی کا مستوجب نہ ٹھیرائے اور بے قصوروں کو سزا دے کر اپنے تئیں قصوروار نہ بنائے۔ نہ سہولت کے کاموں کو جلدی کر کے خراب کرے اور نہ نیک کاموں میں دیر لگا کر اُن کو ضایع کرے۔

دسواں باب

بعض موقع ایسے ہوتے ہیں کہ لوگوں کے قصوروں سے درگذر کرنی بہتر ہوتی ہے مگر یہ بات اُنہیں کھل جانی بھی ضرور ہے اور بعض موقع ایسے ہوا کرتے ہیں کہ قصوروں کے ظاہر ہو جانے پر بھی چشم پوشی کرنی مصلحت

ہوتی ہے پھر بعض موقعوں پر پوشیدہ قصوروں کو بھی جستجو کر کے ظاہر کرنا مناسب ہوتا ہے اور بعض اوقات تو نرمی سے سمجھانے کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض اوقات سختی سے ڈانٹنا ضرور ہوتا ہے ؛

لوگوں کے قصوروں سے درگذر کرنے اور ان پر اس درگذر کے کھول دینے سے یہ غرض ہے کہ وہ خود شرمندہ ہو کر آئندہ قصور کے مرتکب نہ ہوں۔ بلکہ ہادی کی اصلاح بغیر خود سنور جائیں بعض موقع ایسے ہوتے ہیں کہ قصور کے ظاہر ہو جانے پر بھی قصوروار کو کچھ عرصہ تک تنبیہ کرنی نامناسب ہوتی ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیساکہ اگر زخم کو پکنے سے پہلے شگاف دے دیا جائے تو بڑی تکلیف ہوتی ہے اور وہ بگڑ جاتا ہے یا عین وقت پر دوا نہ دی جائے تو مفید نہیں ہوتی۔ پس اسی طرح بے موقع تنبیہ فائدہ مند نہیں ہوتی۔ چاہیئے کہ اس کے موقع کا خیال رکھے اور عین وقت پر کرے۔ پھر بعض موقعوں پر پوشیدہ قصوروں کو جستجو کر کے ظاہر کرنا چاہیئے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ خدا نے حزقی ایل کو رویا میں ہیکل کے پاس پہنچا کر فرمایا۔ کہ اے آدم زاد دیوار تو کھود۔ اور حزقی ایل فرماتا ہے۔ سو میں نے دیوار کو کھودا۔ اور ایک دروازہ دیکھا پھر اس نے مجھے کہا کہ بھیتر جا۔ اور جو جو نفرتی کام وہ یہاں کرتے ہیں انہیں دیکھ۔ تب میں نے اندر جا کر دیکھا۔ اور کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ہر نوع کے کیڑوں کے جور ینگتے پھرتے ہیں اور کریہ جانوروں کی سب صورتیں اور اہل اسرائیل کی سب مورتیں گرداگرد دیوار پر منقش ہیں (حزقی ایل ۸-۸ سے ۱۰ تک) پس جس طرح حزقی ایل نے دیوار کھودی۔ اسی طرح ہادی کو چاہیئے کہ آدمیوں کے سخت دلوں کی دیوار کو تیز سؤالوں اور مناسب تنبیہ کے ذریعہ سے کھودے۔ اور جب تک ان کے خراب خیالات دریافت نہ ہو جائیں یہ عمل جاری رکھے کیونکہ خراب خیالات ایک قسم کی بت پرستی ہیں جیسا کہ رسول فرماتا ہے کہ لالچ بت پرستی ہے (قلسیوں ۳-۵)

نرمی سے سمجھانے کا وہ موقع ہوتا ہے جب قصور رغبت کے ساتھ نہ ہوا ہو صرف کمزوری یا نادانی کے باعث ہوا ہو۔ اس لئے کہ جب تک ہم اس جسم میں ہیں کمزوری و ناتوانی میں گرفتار ہیں اور اس وجہ سے قصور سرزد ہونا ممکن ہے ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنے حال کو دیکھ کر سوچے کہ اوروں کی کمزوری پر کس قدر رحم کرنا ضرور ہے کہ کہیں اپنی کمزوری کو بھول کر اپنے پڑوسی کے ضعف و ناتوانی پر طعن نہ کرنے لگے۔ چنانچہ پولوس بھی نصیحت کرتا ہے کہ اے بھائیو اگر کوئی آدمی کسی خطا میں ناگہاں گرفتار ہو جائے تو تم جو روحانی ہو ایسے کو روح فروتنی سے سنبھال کے بحال کرو اور اپنے اوپر لحاظ رکھ کہ تو بھی امتحان میں نہ پڑے (افسیون ۶-۱) یعنی جب کسی شخص سے جسمانی کمزوری کے سبب کوئی قصور سرزد ہو تو اس کو دیکھ کر عبرت پکڑو اور اپنے حال پر غور کرو کہ کہیں تنبیہ کے جوش میں تمہاری روح اپنے تئیں نہ بھول جائے۔ چاہیئے کہ ایسے وقت میں خوف کرو کہ کہیں تم بھی ایسی بلا میں مبتلا نہ ہو جاؤ !

مگر بعض باتیں ایسی بھی ہیں جن پر خدا کی سزاؤں کا مفصل بیان کر کے سخت تنبیہ کرنی ضرور ہے تاکہ اگر قصوروار اپنی خطا کو خفیف جانتا ہے تو سزاؤں کے بیان اور تنبیہ کی شدت سے آگاہ ہو جائے کہ وہ خطا بہت بھاری ہے۔ چنانچہ حزقی ایل کو ہدایت ہوئی۔ کہ تو ایک کھپرا اٹھا لے اور اپنے آگے رکھ دے اور اس پر ایک شہر یعنی یروشلیم ہی کی تصویر کھینچ اور اس کا محاصرہ کر اور اس کے مقابل برج بنا اور اس کے سامنے ایک دمدمہ باندھ اور اس کے گرد خیمے کھڑے کر اور اس کے گھیرے میں منجنیق لگا۔ (حزقی ایل ۴-۲) اس بیان سے نبی کو شہر پر ظاہر کرنا تھا۔ کہ کیا کیا آفتیں اس پر آئیں گی۔ اسی طرح ہر ایک ہادی کو بھی لوگوں پر مفصل ظاہر کرنا چاہئے کہ ان کے قصوروں کے لئے کیسی کیسی سخت سزائیں مقرر ہیں۔ مگر ہاں یہ بات

بہت مشکل ہے کہ جب ہادی کا دل تنبیہ کے جوش میں بھر آئے تو غصہ میں ناشائستہ باتیں اُس کی زبان سے نہ نکلیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گنہگاروں کے ڈانٹنے کے وقت جوش میں آکر نامناسب کلمے زبان پر آجاتے ہیں اور زیادہ ڈانٹنے سے گنہگاروں کے دل پر مایوسی چھا جاتی ہے پس اِس بات کا بھی لحاظ رکھنا ضرور ہے۔ غرض ہادی کو ہر ایک امر کا ہر ایک موقع پر خیال رکھنا چاہیئے

گیارھواں باب

ہادی کس قدر مُقدّس شریعت کی باتوں پر غور کرنے میں مصروف رہے

جو باتیں اُوپر کے بابوں میں لکھی گئی ہیں اُن پر ہادی اُس وقت اچھی طرح عمل کر سکیگا جب وُہ پاک نوشتوں کی باتوں پر خوب دھیان کرے گا آدمیوں کی صحبت سے آسمانی خیالات اکثر دور ہو جاتے ہیں پس ہمیشہ خدا کا کلام دیکھا کرنا چاہیئے تاکہ اُن خیالات کو ترقی ہو۔ جیسا کہ زبور میں لکھا ہے۔ کہ آہ میں تیری شریعت سے کیسی محبت رکھتا ہوں میرا سوچ سارے دن اُسی میں ہے۔ (مزمور ۱۱۹-۹۷) جو کوئی خدا کے کلام کے دیکھنے میں اِس قدر مشغول رہے گا وہ بیشک ہر وقت ہر ایک کو جواب دینے میں مستعد ہوگا۔ اور اگر ہادی کسی بھاری روحانی سوال کے وقت منہ تکتا رہ جائے تو بڑی شرم کی بات ہے چنانچہ پطرس نصیحت کرتا ہے کہ ہمیشہ مستعد رہو کہ ہر ایک کو جو تم سے اُس اُمید کی بابت جو تمہیں ہے پُوچھے فروتنی اور ادب سے جواب دو۔ (پطرس ۳-۱۵)

تیسرا حصہ

ہادی اپنے پیرووں کو کس طرح تعلیم و نصیحت کرے

یہ تو ہم بیان کر چکے کہ ہادی کیسا ہونا چاہیئے اب یہ بتاتے ہیں کہ وُہ اپنے پیرووں کو تعلیم کس طرح کرنی چاہیئے۔ تعلیم مختلف قسم کی ہوتی ہے جیسا کہ کرم و منظم گریگوری نازِ انزی نے کہا ہے کہ ایک ہی قسم کی نصیحت سب لوگوں کے واسطے مفید نہیں ہوتی۔ کیونکہ ہر ایک کی طبیعت یکساں نہیں ہُوا کرتی اکثر وہی بات جو بعضوں کے واسطے مفید ہے اور لوگوں کے لئے مُضر ہوتی ہے یہ ایسا ہے جیسا کہ وہی پودے جو بعض قسم کے جانوروں کی خوراک ہوتے ہیں بعض اور قسم کے جانوروں کے واسطے زہر کا حکم رکھتے ہیں اور وہی ہلکی سیٹی کی سی آواز گھوڑوں کے لئے چمکار ہے اور کتّوں کے لئے لسکار۔ وہی دوا جو ایک مریض کو مفید ہے دوسری مرض کو مُضر۔ وہی روٹی جس کے کھانے سے جوان آدمی قوت پاتا ہے اُسی سے ننھا بچہ مر جاتا ہے پس ہادی کا کلام سُننے والوں کی حالت کے مُطابق ہونا چاہیئے۔ تاکہ ہر ایک اپنی حاجت کے موافق فائدہ اُٹھائے۔ اور پھر عموماً بھی مفید ہو۔ سننے والوں کے دل ستار کے تاروں کی مانند ہیں۔ بجانے والا اُن کو مختلف طور سے چھیڑتا ہے۔ اور اُس سے ایک مناسب آواز یا نغمہ پیدا ہوتا ہے اور طرح طرح کے راگ نکلتے ہیں۔ پس دیکھو اگرچہ ایک ہی مضراب سے سب تاروں کو چھیڑا جاتا ہے لیکن ہر تار کو مختلف صدمہ پہنچایا جاتا ہے اور اُس سے سُر درست ہوتے اور نغمہ مسلسل نکلتا ہے اسی طرح ہادی کو بھی چاہیئے کہ سُننے والوں کے دلوں کے تاروں کو ہدایت کے ایک ہی سلسلہ میں مختلف نصیحتوں کی ضربوں سے چھیڑے تاکہ وُہ سب باہمی اتفاق و محبت کے ساتھ ہم آہنگ رہیں؛

ہادی کو چاہیئے کہ نصیحت میں بحسب حالات و صفات فرق رکھے اور یہ فرق ذیل کے مقابلوں سے ظاہر ہوتے ہیں؛

(۱) مرد - عورت	(۳) غریب - امیر
(۲) جوان - بوڑھے	(۴) خرسند - غمگین

(۵) رعیت ۔ حاکم

(۶) نوکر ۔ آقا

(۷) دانا ۔ نادان

(۸) بیباک ۔ اہلِ حیا

(۹) دِل چلے ۔ بزدل

(۱۰) بے صبر ۔ صابر

(۱۱) خیرخواہ ۔ بدخواہ

(۱۲) سیدھا سادہ ۔ دغاباز

(۱۳) تندرست ۔ بیمار

(۱۴) جو لوگ سزا کے خوف سے پارسا بن گئے ہوں ۔ جو لوگ ایسے سخت ہوں کہ سزا سے بھی نہ ڈرتے ہوں

(۱۵) بہت کم بولنے والا ۔ زبان دراز ۔

(۱۶) سُست ۔ جلدباز

(۱۷) بُردبار ۔ تُند مزاج

(۱۸) فروتن ۔ مغرور

(۱۹) خودرائے ۔ مُتلوّن مزاج

(۲۰) بسیار خور ۔ کم خور

(۲۱) اپنا مال لوگوں کو کھلانے والے اوروں کا مال تاکنے والے ۔

(۲۲) جو لوگ نہ اپنا مال دینا چاہتے ہیں نہ اوروں کا ہتھیا لینا ۔ جو لوگ اپنا مال دیتے ہیں مگر اوروں کا بھی ہتھیا لیتے ہیں ۔

(۲۳) مُفسد ۔ صُلح جو

(۲۴) فتنہ انگیز ۔ صلح کار

(۲۵) جو لوگ پاک نوشتوں کے معنی صحیح نہیں سمجھتے ۔ جو لوگ صحیح سمجھتے تو ہیں مگر اُن کا بیان فروتنی کے ساتھ نہیں کرتے ۔

(۲۶) جو لوگ منادی کرنے کی لیاقت رکھتے ہیں مگر انکسار کے سبب اُس سے باز رہتے ہیں ۔ جو لوگ ناکالی یا کم سِنی کے سبب منادی کرنے کے قابل نہیں مگر جلدبازی کے سبب اُس کے خواہاں ہیں ۔

(۲۷) جن لوگوں کی دُنیاوی خواہشیں پوری ہوتی ہیں ۔ جو لوگ دُنیاوی خواہشیں تو رکھتے ہیں لیکن مصیبت میں مُبتلا رہتے ہیں

(۲۸) مُتاہل ۔ مُجرّد

(۲۹) جو لوگ نفسانی گناہ سے واقف ہوئے ہیں ۔ جو لوگ اُس سے واقف نہیں ہوئے ۔

(۳۰) جو لوگ فعلی گناہ پر نادم ہیں ۔

جو لوگ خیالی گناہ پر نادم ہیں

(۳۱) جو لوگ اپنے اعمالِ بد کے سبب روتے ہیں مگر اُن کو چھوڑتے نہیں ۔ جو لوگ اُنہیں چھوڑ تو دیتے ہیں مگر روتے نہیں ۔

(۳۲) اُن کے لئے جو اپنے خلافِ شرع کاموں کی تعریف کرتے ہیں ۔ اور اُن کے لئے جو اپنے بُرے کاموں کو معیوب تو سمجھتے ہیں لیکن اُن سے باز نہیں آتے ۔

(۳۳) اُن کے لئے جو ناگہانی گناہ میں گرفتار ہوتے ہیں اور اُن کے لئے جو دیدہ و دانستہ گناہ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں ۔

(۳۴) اُن کے لئے جو اکثر خلافِ شرع چھوٹے گناہ کرتے ہیں اور اُن کے لئے جو چھوٹے گناہوں سے باز رہتے ہیں لیکن کبھی کبھی بھاری گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں ۔

(۳۵) اُن کے لئے جو کبھی نیک کاموں کو کرنا شروع ہی نہیں کرتے ہیں اور اُن کے لئے جو شروع تو کرتے ہیں لیکن انجام کو نہیں پہنچاتے ۔

(۳۶) اُن کے لئے جو خلوت میں بُرے کام کرتے ہیں اور جلوت میں اچھے اور اُن کے لئے جو خلوت میں اچھے کام کرتے ہیں پر جلوت میں ایسے کام کرتے ہیں جن کے سبب سے لوگ اُن پر عیب لگا سکتے ہیں

پر اگر ہم صرف ایسی فہرست ہی کو لکھیں تو اُس سے کیا فائدہ ہوگا جب تک کہ کسی قدر ہر ایک قسم کی نصیحت کو ظاہر نہ کریں ۔ اِس لئے

(۱) مردوں اور عورتوں کی نصیحت میں فرق ہونا چاہیئے یعنی مردوں کے واسطے زیادہ سخت اور عورتوں کے واسطے اُن سے زیادہ نرم کام مقرر ہونے چاہیئں ۔

(۲) جوانوں اور بوڑھوں کی نصیحت میں بھی فرق ہونا چاہیئے ۔ کیونکہ نصیحت کی سختی سے جوان اور ملائم منّت سے بوڑھا نیکی کی ترقی طرف مائل ہوتا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ کسی زیادہ عمر والے کو ملامت نہ کر بلکہ اُس کی اُس طرح منّت کر جس طرح باپ کی کرتا ہے (۱ تمطاؤس ۵ باب ۱ آیت)

پہلا باب

غریب و امیر

جیسا غریبوں اور امیروں کی حالت میں فرق ہے ویسا ہی اُن کی نصیحت میں بھی ہونا چاہیئے۔ یعنی غریبوں کو مصیبت سے تسکین دو۔ اور امیروں کو غرور سے متنبہ کرو۔ دیکھو ایک غریب کی نسبت خداوند یوں فرماتا ہے کہ مت ڈر کہ تو پھر پشیمان نہ ہوگی (یسعیاہ ۵۴-۴) اور اس کے برعکس پولوس رسول دولتمندوں کی نسبت اپنے شاگرد سے یہ کہتا ہے کہ اس جہان کے دولتمندوں کو حکم کر کہ بلند پروازی نہ کریں اور بے بنیاد دولت پر بھروسہ نہ رکھیں (۱ تمطاؤس ۶-۱۷) اس مقام پر ایک یہ بات قابل لحاظ ہے کہ معلم عجز و فروتنی یعنی مقدس پولوس نے دولتمندوں سے درخواست کرنا نہیں کہا۔ بلکہ اُنہیں حکم کرنا فرمایا۔ اس لئے کہ غرور و سربلندی قابل تعظیم نہیں۔ چنانچہ ہمارا خداوند بھی فرماتا ہے کہ افسوس تم پر جو دولتمند ہو کیونکہ تم اپنی تسلی پا چکے۔ (لوقا ۶-۲۴) یعنی اُنہیں جتنی تسلی پانی تھی وہ پا چکے پس اب ابدی تسلی اُن کے لئے نہیں رہی۔

پس جو لوگ فقر و افلاس کی آگ میں جل رہے ہیں اُن کو تسکین و دلداری کے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ اور جو دنیاوی خوشحالی و فارغ البالی میں قدم بڑھائے چلے جاتے ہیں اُن کو تنبیہ و ملامت سے روکو۔ مفلسوں کو یہ تعلیم دو کہ وہ باطنی دولت حاصل کر سکتے ہیں اور دولتمندوں کو یہ ہدایت کرو کہ اُن کے پاس ظاہری دولت ہمیشہ نہیں رہ سکتی۔ کبھی کبھی مزاج کی کیفیت آدمی کی حالت کے برخلاف ہوا کرتی ہے یعنی بعض دولتمند فروتن اور مفلس مغرور ہوتے ہیں پس واعظ کو اس امر کا بھی ضرور خیال رکھنا چاہیئے۔ جس

مفلس کو مغرور پائے اُس کو خوب ڈانٹے اور دھمکائے۔ کیونکہ باوجود بار افلاس کے بھی وہ نہ جھکا۔ اور جس دولتمند کو فروتن دیکھے اُس کو آفرین کہے کیونکہ باوجود بہتایت کے بھی وہ نہ پھولا۔

مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مغرور دولتمند کو نرمی سے سمجھانے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اکثر بڑے گھاؤ نرم پھاہے سے بھر جاتے ہیں اور طبیب کی ملائمت اور شفقت سے پاگلوں کی وحشت دور ہو جاتی ہے چنانچہ جب بُری رُوح ساؤل پر جھپٹتی تو داؤد نے بربط کی سہاونی آواز سے اُس کے جوش کو فرو کیا۔ مغرور آدمی مثل پاگل کے ہوتا ہے اور ملائم گفتگو سے قابو میں آ سکتا ہے کبھی ایسا بھی کرنا قرین مصلحت ہے کہ جب دنیا کے کسی بڑے عزت دار آدمی کو سمجھانا ہو تو پہلے اشارتاً اُس کو اس طرح سے سمجھاؤ۔ کہ کسی اور شخص کا ذکر اُس کے روبرو کرو جو اُس کے حال کے موافق ہو اور جب وہ اُس غیر شخص کی نسبت اپنی رائے بیان کرے تو ہوشیاری کے ساتھ اُسی رائے سے اُس کو قائل کرو۔ تاکہ نصیحت اُس کو تلخ نہ معلوم ہو اور مخالفت نہ کر بیٹھے اور نیز خود اپنے قول سے الزام پا کر لاجواب ہو جائے جیسے ناتن نبی نے بادشاہ کو متنبہ کرنے کے لئے اُسی سے ایک دولتمند کے مقابلہ میں ایک غریب کے لئے فیصلہ چاہا تاکہ جب فیصلہ کرنے کے بعد بادشاہ کو اپنا بھی اُسی قبیل کا معاملہ معلوم ہو۔ تو اُس فیصلہ سے پھر نہ سکے بلکہ اپنے حق میں بھی اُس کو نافذ سمجھے غرض اس طرح اُس پاک نبی نے پہلے تو بادشاہ سے گویا اقرار کرا کے اُس کو نشانہ بنایا۔ اُس نے تھوڑی دیر تک اُس پر یہ نہ ظاہر ہونے دیا کہ اُسے زد پہ لا رہا ہے پھر یکایک نصیحت کا تیر عقل رسا کی کمان سے اُس کے دل پر ایسا مارا کہ کاری بیٹھا۔ اگر وہ پہلے ہی بادشاہ کو صاف صاف ملامت کر کے ڈانٹنے لگتا۔ تو شاید چنداں اثر نہ ہوتا۔ اِسی واسطے اُس نے

اوّل ایک مثال پیش کر کے اپنی مخفی نصیحت کی بنیاد کو مضبوط کیا اور پھر اُس پر خاطر خواہ عمارت چُنی ٭

دوسرا باب

خرسند و غمگین

خرسند اور غمگین کی نصیحت میں اِس طرح فرق رکھو کہ خرسند کو آیندہ کی سزاؤں سے ڈراؤ اور غمگین کو انجیل کی موعودہ خوشیوں کے مژدے سُنا کر مطمئن کرو۔ خرسندوں کی نسبت مسیح یہ فرماتا ہے کہ "افسوس تم پر جو اب ہنستے ہو۔ کیونکہ غم کرو گے اور روؤ گے۔ (لوقا ۶-۲۵) اور غمگینوں کی نسبت یہ کہتا ہے کہ "میں تمہیں پھر دیکھوں گا اور تمہارا دل خوش ہوگا۔ اور تمہاری خوشی کوئی تم سے چھین نہ لیگا۔" (یوحنا ۱۶-۲۲) مگر بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی حالت کے سبب نہیں بلکہ صرف اپنے مزاج اور طبیعت کے سبب خوش یا غمگین رہتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں کو یہ نصیحت کرنی مناسب ہے کہ بعض بُرائیاں بعض مزاجوں کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہیں مثلاً خوش مزاج کے واسطے عیش و عشرت میں پڑنے کا اور مغموم مزاج کے لئے غضب ناک ہونے کا خطرہ ہے پس آدمی کو لازم ہے کہ جو بُرائیاں اُس کے مزاج اور طبیعت کے سبب پیدا ہو سکتی ہیں۔ اُن سے بچتا رہے اور بڑی احتیاط رکھے ٭

تیسرا باب

رعیّت و حاکم

رعیّت کو ایسی نصیحت کرو۔ کہ ماتحتی اُس کو گراں نہ گذرے۔ اور حاکموں کو

اِس طرح ہدایت کرو کہ منصب کی سرفرازی اُن کو نہ پھلائے۔ رعیّت کو جو حکم دیے جائیں اُن کو وہ بجا لائے اور حاکم غیر واجب حکم نہ دیں۔ رعیّت عاجزی کے ساتھ تابعدار رہے اور حاکم بُردباری کے ساتھ حکومت کریں پولوس بچّوں اور اُن کے ماں باپ کی نسبت فرماتا ہے کہ "اے فرزندو تم خداوند کے لئے اپنے ماں باپ کے تابع رہو ...... اور اے بچّے والو تم اپنے فرزندوں کو غصہ مت دلاؤ۔" (افسیون ۶-۱ و ۴) یہی باتیں جو پولوس نے بچّوں اور اُن کے ماں باپ کی نسبت کہیں۔ حاکم و ماتحت پر بھی صادق آتی ہیں ٭

حاکم یہ جان لے کہ جتنے خراب نمونے وہ دکھائے گا۔ اُتنی ہی رُوحوں کی ہلاکت کا باعث ٹھیرے گا۔ پس جب وہ اپنے گناہوں کے سبب صرف اپنی ہی ہلاکت کا باعث نہیں۔ بلکہ جو اُس کے خراب نمونے دیکھ کر گمراہ ہوتے ہیں اُن کی ہلاکت کا بھی قصوروار ٹھیرتا ہے تو اُس کو نہایت ہی احتیاط کرنی چاہیئے اور گناہوں سے غایت درجہ پرہیز کرنا ضرور ہے حاکم کو یہ بھی نصیحت کرو۔ کہ وہ صرف اپنے ہی چال چلن کا خیال نہ رکھے بلکہ اپنے ماتحتوں کے چال چلن پر بھی نگاہ کرتا رہے جیسا کہ اُن آسمانی جانداروں کی نسبت لکھا ہے کہ "اُن کے چاروں طرف اور اندر آنکھیں ہی آنکھیں تھیں۔ (مکاشفہ ۴-۸) ایسا ہی حاکم کو بھی اپنے دل کے حالات اور اپنے ماتحتوں کے اطوار دیکھنے کے لئے ہمہ تن آنکھ بن جانا چاہیئے۔ ماتحتوں کو یہ ہدایت کرو۔ کہ وہ بے دھڑک اپنے حاکموں پر عیب نہ لگائیں اگر حاکم سے کسی بات میں غلطی بھی ہو بلکہ اگر اُس سے کوئی بھاری خطا بھی سرزد ہو جائے تو بھی ماتحتوں کو گستاخ و سرکش نہ ہونا چاہیئے۔ وہ ہمیشہ خدا کے خوف سے اُن کی فرمانبرداری کرتے رہیں۔ اِس مقام پر داؤد کا حال قابلِ لحاظ ہے کہ باوجودیکہ ساؤل اُس کو بے دردی سے ستاتا تھا۔ اور اُس پر ظلم

کرتا تھا اور داؤد کو اُسے تلوار سے مارنے کا موقع بھی مل گیا تھا مگر اُس نے نہیں مارا۔ بلکہ جو لوگ اُس کو اُبھارتے تھے اُن سے اُس نے یہ کہا کہ میں اپنے آقا پر ہاتھ نہیں اُٹھا سکتا یہاں تک کہ وُہ اُس کی چادر کا کونہ کاٹنے سے بھی پچھتایا۔ اسی طرح جو ماتحت نیک ہوگا۔ وُہ کبھی اپنی زبان کی شمشیر اپنے حاکم پر نہیں چلائیگا۔ اور اگر اتفاقاً اُس سے ذرا سی بھی بے ادبی ہو جائیگی تو ضرور پچھتائیگا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر ہم کسی حاکم کا قصور کریں گے تو حقیقت میں اُس کے قصوروار ٹھہرینگے۔ جس نے اُس حاکم کو ہم پر مُقرّر کیا ہے کیونکہ لکھا ہے کہ جتنی حکومتیں ہیں یسو خدا کی طرف سے مُقرّر ہیں۔ (رومیوں ۱۳-۱)

چوتھا باب

نوکر و آقا

نوکروں کو یہ نصیحت کرو۔ کہ ہر امر میں عجز و انکسار کا لحاظ رکھیں اور آقاؤں کو یہ ہدایت کرو کہ اپنی اصل کو نہ بھولیں۔ جس کے اعتبار سے وُہ نوکروں کے برابر ہیں۔ نوکر اپنے آقاؤں کی تحقیر نہ کریں۔ کہ مبادا اِس گستاخی سے انتظام الٰہی کی مخالفت کرکے خدا کو ناراض کردیں آقا اپنے تئیں اصل کے اعتبار سے نوکروں کے برابر نہ جان کر خدا کے روبرو مغرور نہ ٹھہریں۔ وُہ اپنے تئیں اپنے آقاؤں کے خادم سمجھیں اور یہ اپنے تئیں اپنے نوکروں کے خواجہ تاش سمجھیں۔ نوکروں کے لئے یہ حکم ہوا ہے کہ "اے نوکرو تم اُن کے جو تمہارے خاوند ہیں سب باتوں میں فرمانبردار رہو" (کلسیوں ۳-۲۲) اور نیز یہ کہ جتنے چاکر جوئے کے نیچے ہیں اپنے خاوندوں کو کمال عزت کے لائق جانیں (۱ تمطاؤس

۱-۶) اور خاوندوں کے واسطے یہ لکھا ہے کہ تم بھی اُن سے ایسا ہی کرو اور دھمکی دینے سے باز آؤ۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ تمہارا بھی خاوند آسمان پر ہے (افسیوں ۶-۹)

پانچواں باب

دانا و نادان

داناؤں کو یہ سمجھاؤ۔ کہ اپنے علم و دانش پر فخر نہ کریں۔ اور نادانوں کو شوق دلاؤ کہ علم حقیقی کے حاصل کرنے میں کوشش کریں۔ اُن کی ہدایت کے لئے یہ لکھا ہے کہ جو کوئی تمہارے درمیان آپ کو اس جہان میں حکیم سمجھے تو بیوقوف بنے تاکہ حکیم ہو جائے۔ (۱ قرنتیوں ۳-۱۸) اور اُن کی تسلی کے واسطے یہ آیا ہے کہ خدا نے دُنیا کے بیوقوفوں کو چُن لیا۔ تاکہ حکیموں کو شرمندہ کرے (۱ قرنتیوں ۱-۲۷) عقلمندوں کو دلیل دے کر اور نادانوں کو نمونہ دکھا کر خدا کے رستہ پر لانا چاہیئے۔ عقلمندوں کے لئے بہتر ہے کہ کبھی مباحثہ میں مغلوب ہو جائیں۔ تاکہ عاجزی ہاتھ سے نہ جائے اور نادانوں کو نیکی کی راہ دکھانے کے لئے اکثر صرف اتنا کافی ہے کہ اَوروں کے نیک کاموں کا بیان اُن کے سامنے کیا جائے۔ چنانچہ وُہ مُقدّس رسُول جو اپنے تئیں نادانوں اور عقلمندوں کا قرضدار سمجھتا تھا۔ ان دونوں قسموں کے آدمیوں کے لئے اپنے خطوں میں کہیں دلیل پیش کرتا ہے اور کہیں عمدہ نمونہ دکھاتا ہے مثلاً عبرانیوں کے خط کے اکثر بابوں میں شریعت اور انجیل کے علاقہ کی بابت ایسی مشکل تعلیم ہے جس کو ہر ایک نہیں سمجھ سکتا۔ اور پھر باب ۱۱ وغیرہ میں ایسی صاف صاف مثالیں ہیں جن کو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے۔

چھٹا باب

بیباک و اہلِ حیا

بیباک آدمی سختی بغیر باز نہیں آتے۔ اور حیا والے اکثر ملائمت سے راہِ راست پر آجاتے ہیں۔ بیباک لوگوں کو جب تک بہت سے آدمی مل کر نہ ڈانٹیں وہ اپنے قصوروں سے واقف نہیں ہوتے۔ مگر غیرت والے صرف ہادی کی چشم نمائی سے سنبھل جاتے ہیں۔ پس اُن کے واسطے سخت تنبیہ درکار ہے اور اُن کے واسطے ایک اشارہ کافی ہے چنانچہ خداوند نبی کی معرفت بے شرم یہودی قوم کو اس طرح فرماتا ہے کہ تیری پیشانی بدفحبہ پن ظاہر ہے اور تو شرم نہیں مانتی (یرمیاہ ۳-۳) پھر جب وہ شرمندہ ہوئی۔ تو دوسری جگہ اس طرح تسکین بخشتا ہے کہ مت ڈر کہ تو پھر پشیمان نہ ہوگی۔ تو مت گھبرا کہ تو پھر رسوا نہ ہوگی۔ وغیرہ (یسعیاہ ۵۴-۴) پولوس بھی گلتیوں کو جنہوں نے بیباکی سے قصور کیا تھا سخت ملامت کرتا ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ کہ اے نادان گلتیو کس کی جادو بھری آنکھوں نے تم کو مارا ۔۔۔ کیا تم ایسے نادان ہو وغیرہ (گلتیوں ۳-۱ و ۴) مگر جو لوگ اپنے قصوروں سے شرمانے لگے تھے اُن کو ہمدردی سے یوں سمجھاتا ہے۔ کہ پس تم اپنی محبت اور ہمارے اُس فخر کو جو تمہاری بابت ہے اُن پر اور کلیسیاؤں کے سامنے ثابت کیا کرو۔ (۲ قرنتیوں ۸-۲۴)

ساتواں باب

دل چلے اور بزدل

دل چلے تو اپنی لیاقت پر بھروسہ کر کے اوروں کو حقیر جاننے لگتے ہیں اور بزدل اپنی کمزوری پر زیادہ غور کرنے کے سبب نا اُمید ہو جاتے ہیں دل چلے لوگوں کے کاموں کی اس طرح چھان بین کرو کہ وہ یہ سمجھیں کہ جن کاموں کے سبب ہم اپنے آپ سے خوش ہیں خدا اُن سے ناراض ہے کیونکہ ایسے لوگ جس کام کو یہ جانتے ہیں کہ ہم نے اچھی طرح کیا اُس کی نسبت یہ یقین کرنا کہ وہ بُری طرح کیا گیا ہے اُن کے واسطے بہت مُفید ہے تاکہ جس بات پر وہ پہلے فخر کرتے تھے اُسی سے شرمندہ ہوں۔ اور کبھی کبھی اُن کے لئے یہ بھی مفید ہوگا کہ اُن پر جرأت کی وجہ سے الزام نہ لگایا جائے جس کے معیوب ہونے کے وہ قائل ہوں تاکہ دوسرے گناہ کا اقرار کر کے وہ دل میں شرمندہ ہوں اور اپنی جرأت سے بھی باز آئیں چنانچہ مُقدس پولوس نے جب دیکھا کہ قرنتی لوگ یہ کہہ کہہ کر ایک دوسرے پر سبقت چاہتے ہیں کہ میں پولوس کا۔ میں اپلوس کا۔ میں کیفاس کا۔ میں مسیح کا ہوں۔ تو اُن کو خویشوں سے زنا کرنے والے کے ساتھ شریک ہونے سے قائل کیا۔ یعنی اُن پر ظاہر کیا کہ جب تمہاری شرارت سے ثابت ہوتا ہے کہ تم کسی نیک آدمی کے پیرو نہیں ہو تو یہ کہہ کہہ کر کہ میں فلاں شخص کا ہوں اور میں فلاں شخص کا تم کو فخر کرنا نہیں چاہیئے اِس کے برعکس بزدل اور کم ہمت لوگوں کو اِس طرح راہِ راست پر لاؤ۔ کہ جب اُن کو ایک قصور کے سبب ڈانٹو۔ تو ساتھ ہی اُن کی کسی نیکی کی تعریف بھی کردو۔ تاکہ تعریف کی ملائمت تنبیہ کی سختی کو نرم کردے اور اُن کے دل کو خوش کر کے تمہاری نصیحت کی طرف مائل کرے اور اگر اُن کے گناہوں پر اپنی اطلاع یابی اُن کے سامنے ظاہر نہ کی جائے اور اُنہی گناہوں کی بُرائی اُن سے بیان کر کے یہ کہا جائے کہ اُمید ہے کہ تم کبھی ایسے گناہ نہ کرو گے تو نصیحت اُن کے دلوں پر اور بھی زیادہ اثر کرے گی اور اِس طرح بزدل اور کم ہمت لوگ اُن نیکیوں میں ترقی کرینگے

جن کی تعریف کی گئی ہے اور اُن گناہوں سے باز آئیں گے جن کی بُرائی بیان کی گئی ہے ؛

آٹھواں باب

صابر و بے صبر

بے صبروں کو یہ سمجھاؤ۔ کہ اگر تم اپنی رُوح کو لگام نہیں دو گے تو نادانستہ بلا میں پھنس جانے کا خطرہ ہے کیونکہ وہ اکثر جوش میں آکر ایسا کام کر بیٹھتے ہیں جس کا انجام پشیمانی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اور جس چیز کو مدّت دراز کے بعد نہایت محنت و مشقت سے حاصل کیا تھا اُس کو دفعتاً گنوا دیتے ہیں بلکہ محبّت بھی جو ایسی نیکی ہے اور سب نیکیوں کی ماں اور محافظ ہے۔ بے صبری کے سبب جاتی رہتی ہے کیونکہ لکھا ہے کہ محبّت صابر ہے پس جب صبر نہ رہا تو محبّت بھی نہ رہی۔ بے صبری کے سبب اکثر غرور بھی رُوح پر حملہ آور ہوتا ہے کیونکہ بے صبر حقارت و ذلّت کی برداشت نہیں کر سکتا اور جب اُس میں کوئی نیکی ہوتی ہے یا نیکی کا گمان ہی ہوتا ہے تو فخر کرنے لگتا ہے لکھا ہے کہ جو دل میں برداشت کرتا ہے اُس سے بہتر ہے کہ دل میں مغرور ہو۔ (واعظ ۷۔ ۹) کیونکہ وہ عیبوں کی برداشت کرنے کو فخر کے ذریعہ سے اُن کے ردّ کرنے کو بہتر سمجھتا ہے۔ لیکن یہ اپنی جھوٹی بھی تعریف سُننے کو

لہ مثلاً جب پولوس نے دیکھا کہ قرنتی لوگ اپنے اِس ارادہ کو جلدی پورا نہیں کرتے ہیں جو انہوں نے غریب مسیحیوں کے لئے چندہ دینے کے واسطے کیا تھا تو پہلے اُس نے اُن کے اُس نیک ارادے کی تعریف کی اور پھر یہ نہیں کہا کہ تم اپنے اُس ارادہ کو پورا کیوں نہیں کرتے بلکہ یہ کہا کہ تم اُس نیک ارادہ کو ضرور پورا کرو گے (۲ قرنتیوں ۹۔۱ سے ۵ تک) (مترجم)

اپنے معیوب ہونے سے اچھا جانتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے کہ نیکی اُس سے منسوب کی جائے اگرچہ اُس میں موجود نہ ہو بے صبروں سے کہو کہ جو کوئی اپنی رُوح پر ضابط ہے اُس سے بہتر ہے جو ایک شہر کو فتح کر لیتا ہے۔ (امثال ۱۶۔۳۲) کیونکہ بیرونی فتح کیسی بڑی کیوں نہ ہو اُس کی نسبت اندرونی فتح کا حاصل کرنا مشکل ہے حق نے اپنے شاگردوں سے فرمایا ہے کہ تم صبر سے اپنی جان بچائے رکھو۔ (لوقا ۲۱۔۱۹) یعنی صبر جان کا محافظ ہے اور بے صبری جان کو ہلاک کرتی ہے اور سلیمان کا قول بھی اسی کے موافق ہے کہ جاہل جو کچھ اُس کے دل میں ہے ظاہر کرتا ہے پر دانشمند اُسے چھپائے رکھتا ہے جب تک کہ پچھلا موقع آئے۔ (امثال ۲۹۔۱۱) یعنی جاہل میں ایسا ضبط نہیں ہوتا۔ کہ خیالات کو روکے رکھے۔ وہ خود اُس کے دل سے پھوٹ پھوٹ کر نکلتے ہیں مگر دانشمند ضبط کرتا ہے اور اپنے خیالات عین موقع پر ظاہر کرتا ہے اور اگر کوئی اُس کا نقصان بھی کر دیتا ہے تو منہ سے کچھ نہیں کہتا اور صبر کر کے اُسے آخری عدالت پر چھوڑ دیتا ہے ؛

صابروں کو یہ بھی نصیحت کرو۔ کہ جن باتوں کی وہ ظاہر میں برداشت کرتے ہیں۔ دل میں بھی اُن کا کینہ نہ رکھیں کہ کہیں اُن کی ظاہری برداشت کی بے بہا قربانی اُن کے اندرونی کینہ کے سبب ضائع نہ ہو جائے کیونکہ خدا صرف یہی نہیں چاہتا۔ کہ ہم ظاہر میں بدلہ نہ لیں بلکہ یہ بھی چاہتا ہے کہ ہم دل میں کینہ نہ رکھیں۔ اور خدا ایسے لوگوں کو سخت سزا دے گا جو قول و فعل سے تو اپنے تئیں صابر و حلیم ظاہر کرتے ہیں مگر اُن کے دلوں میں دشمنی بھری ہوئی ہے پس صابروں کو چاہیئے کہ جن کی وہ ظاہر میں برداشت کرتے ہیں اُن کی دل میں محبّت بھی نہ رکھیں اسی لئے مقدس پولوس نے جہاں صبر کرنے والوں کی نصیحت میں یہ فرمایا ہے کہ ساری

کڑواہٹ اور غضب اور غصہ اور غل اور بدگوئی وغیرہ تم سے دور کی جائیں وہیں یہ بھی کہا ہے کہ تمام بدخواہی سمیت۔ یعنی صرف یہی کافی نہ ہوگا کہ غل اور بدگوئی اور جتنی ظاہر برائیاں ہیں دور کی جائیں بلکہ یہ بھی ضرور ہے کہ بدخواہی جو سب برائیوں کی ماں ہے دل پر غالب نہ آئے۔ کیونکہ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ کہ شرارت ظاہر ہیں اوپر سے تو کاٹ ڈالی جائے۔ اور باطن ہیں اُس کی جڑ باقی رہے جس سے سینکڑوں شاخیں پھوٹ سکتی ہیں۔ حق فرماتا ہے کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو۔ جو تم سے کینہ رکھیں اُن کا بھلا کرو۔ اور جو تمہیں لعنت کریں اُن کے لئے برکت چاہو۔ جو تمہیں ستائیں اُن کے لئے دعا مانگو

غرض آدمیوں کے نزدیک تو وہ آدمی نیک ٹھہرتا ہے جو مخالفوں کی برداشت کرتا ہے اور خدا کے نزدیک صرف وہی نیک ہے جو انہیں پیار کرتا ہے کیونکہ خدا صرف ایسی قربانی قبول کرتا ہے جو اُس کے روبرو نیکی کے مذبح میں محبت کی آگ سے جلائی جاتی ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ صابر آدمی کو اگر کوئی سخت کلمہ کہتا یا لعنت ملامت کرتا ہے۔ تو اُسی وقت تو وہ ناراض نہیں ہو جاتا۔ بلکہ صبر کر کے چپکا ہو رہتا ہے لیکن تھوڑے عرصہ بعد پھر جب وہ بات اُس کو یاد آتی ہے تو غصہ کی آگ دل میں بھڑک اُٹھتی ہے اور بدلا لینے کا بہانہ ڈھونڈنے لگتا ہے اور وہ پہلی برداشت اب کینہ بن جاتی ہے لیکن اگر ہادی کو اس کا ٹھیک سبب معلوم ہو تو وہ اس کا پورا پورا علاج کر سکتا ہے اس کا اصلی سبب یہ ہے کہ ہمارا مکار دشمن دونوں کو ورغلاتا ہے ایک کو تو برا کہنے پر آمادہ کرتا ہے اور دوسرے کو اُس کا بدلہ لینے کے لئے اُبھارتا ہے۔ جب پہلا آدمی اس دشمن کے بہکانے میں آ کر دوسرے کو برا بھلا کہنے لگتا ہے اور اُس کی بے حرمتی کرتا ہے تو اُس آدمی پر تو وہ دشمن غالب آ چکتا ہے لیکن دوسرا شخص صبر کر کے ضبط کر جاتا ہے اور بدلا نہیں لیتا۔ تو گویا یہ اُس شخص سے مغلوب ہو جاتا

ہے پس اس پر بھی غالب آنے کے لئے اپنی ساری قوت کو جمع کرتا ہے۔ اور چونکہ وہ دوسرا شخص اُس وقت اِس کے بہکانے میں نہیں آیا اور بدلہ نہیں لیا اس لئے یہ دشمن ظاہری لڑائی میں گویا شکست کھا کر اُس سے منہ موڑتا ہے اور پوشیدہ وسوسوں کے ہتھیاروں سے اُس پر غالب آنا چاہتا ہے یعنی جب وہ شخص کاروبار سے فارغ ہو کر آرام سے بیٹھتا ہے تو اُس کی بے حرمتی کو طرح طرح سے یاد دلاتا ہے اور برائی کرنے والے شخص کی طرف سے اُس کے دل میں کینہ پیدا کرتا ہے اور اس قدر غصہ بڑھاتا ہے کہ اکثر اوقات وہ فتحمند اپنے اس مغلوب دشمن سے دب جاتا ہے بلکہ بعض وقت پشیمان ہوتا ہے کہ میں نے حلم سے ایسی باتوں کی برداشت کیوں کی اور افسوس کرتا ہے کہ ہائے میں نے بے حرمتی کا بدلہ کیوں نہ لیا۔ پھر وہ یہ تاکتا رہتا ہے۔ کہ موقع ملے تو بدلہ لوں اور اپنے سے زیادہ اُس کی بے حرمتی اور نقصان کروں۔ ایسے شخص اُن سپاہیوں کی مانند ہیں۔ جو میدان جنگ میں تو اپنی بہادری کے سبب فتحیاب ہوئے مگر پھر اپنی غفلت سے شہر کی فصیل کے اندر دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے۔ یا اُن لوگوں کی مانند ہیں جو کسی سخت بیماری سے تو بچ گئے۔ مگر کشتی میں کھیر کر جان کھو دی۔ پس صابروں کو نصیحت کرو۔ کہ وہ فتحیابی کے بعد اپنے دل کو مضبوط شہرپناہ بنائیں اور ہوشیار رہیں کہ مبادا جس دشمن پر انہوں نے فتح پائی ہے وہ سرنگ لگا کر اُن کے دل کی فصیل کے اندر گھس آئے اور ہلاک کرے اور بیماری سے بچ جانے کے بعد اپنے تئیں خطرناک کاموں میں ڈال کر جان نہ کھوئیں ہمیشہ یہ خیال رکھیں کہ کہیں اُس مکار دشمن کو اس بات کے فخر کرنے کا موقع نہ ملے کہ اگرچہ اول بڑی بہادری سے فتح پائی تھی۔ مگر آخر شکست فاش نصیب ہوئی ؛

نواں باب

خیر خواہ و بد خواہ

خیر خواہ لوگوں کو یہ سمجھاؤ۔ کہ وہ اَوروں کی نیکیوں کو دیکھ کر اِس طرح خوش ہوں کہ خود بھی اُن کے کرنے کے درپے رہیں؛

کاہن کو ایسا نہ ہونا چاہیئے۔ کہ اس زندگی کی گھوڑ دوڑ کے میدان میں تماشائی منہ ہی تکتے رہ جائیں۔ بازی کا وقت نکل جائے اور جگہ سے نہ سرکیں پھر شرمندگی بھی ہو اور انعام بھی ہاتھ سے جائے۔ اِس میں تو شک نہیں کہ اَوروں کی نیکیوں کو پسند نہ کرنا بھاری گناہ ہے لیکن اگر ہم اُن پسندیدہ کاموں کو اختیار نہیں کرتے تو اُن کا پسند کرنا کچھ ثواب کی بات نہیں ہے اُن کو یہ بھی سمجھاؤ۔ کہ جن نیکیوں کو وہ پسند کر کے تعریف کرتے ہیں اگر خود جلدی سے اُنہیں عمل میں نہیں لاتے۔ تو اُن نیکیوں کو وہ بعینہٖ اس طرح پسند کرتے ہیں۔ جس طرح بازیگر اپنے بیہودہ کھیل کرتبوں سے تماشائیوں کے دلوں کو بہلاتے ہیں پس اُن کو چاہیئے کہ اپنے پڑوسیوں کی نیکیاں دیکھ کر غور کریں کہ آیا یہ نیکیاں ہم میں بھی پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ کیونکہ جو لوگ اَوروں کی نیکیاں پسند کرتے ہیں اور پھر اُنہیں خود اختیار نہیں کرتے وہ آخر عدالت کے دن سخت عذاب میں مُبتلا ہوں گے۔ بد خواہوں اور حاسدوں کو یہ سمجھاؤ کہ خیال کرو۔ تم کیسے اندھے ہو کہ اَوروں کی ترقی تمہارے زوال کا باعث اور لوگوں کی خوشحالی تمہاری افسردگی کا سبب ہوتی ہے اگر تم اوروں کی خوشی سے خوش ہوتے۔ تو اگرچہ خاص وہی خوشی تو تم حاصل نہیں کر سکتے۔ لیکن پھر بھی وہ گویا تمہاری اپنی ہی خوشی ہوتی۔ کیونکہ ہم سب ایمان کے سبب ایک ہی جسم کے اعضا

ہیں اور گو اُن میں سے ہر ایک کا کام الگ الگ ہے مگر اُن کا باہم ایسا علاقہ ہے کہ وہ سب ایک ہی بن جاتے ہیں۔ چنانچہ پاؤں آنکھوں کے ذریعے دیکھتے ہیں اور آنکھیں پاؤں کے وسیلے سے چلتی ہیں کانوں کے سُننے سے زبان کو مدد پہنچتی ہے اور زبان کانوں سے فائدہ اُٹھاتی ہے پیٹ کے ذریعے سے ہاتھوں میں قوّت پیدا ہوتی ہے اور ہاتھوں کے وسیلے سے پیٹ کو غذا پہنچتی ہے پس اب اپنے ہی جسم سے دریافت کر لو۔ کہ ہم کو کس طرح اور کیا کرنا چاہیئے محبّت ایسی عمدہ چیز ہے کہ اُس کے سبب اوروں کی چیزیں جو ہمیں بھلی لگتی ہیں گویا ہماری ہی ہو جاتی ہیں اَور اِسی طرح جو باتیں ہم میں پسندیدہ ہیں وہ گویا اوروں کی بھی ہو جاتی ہیں جن کو وہ بھلی لگتی ہیں پس محبّت کی تاثیر سے اَوروں کی محنت کا پھل بے مشقت ہمارا ہو جاتا ہے۔

حاسدوں کو یہ بھی جتاؤ کہ تمہارے فریبی دشمن کی اصلی شرارت تم پر ایسی چھا گئی ہے کہ تم بالکل اُس میں غرق ہو گئے ہو اور اُس کے حق میں لکھا ہے کہ شیطان کے حسد سے دنیا میں موت آئی۔ حکمت کی کتاب دوسرے باب کی ۲۴ آیت۔ چونکہ خود اُسی سے آسمان کھویا گیا تھا تو مارے حسد کے اُس نے چاہا۔ کہ اِنسان اُس میں داخل نہ ہووے۔ سو جب خود برباد ہو گیا تھا۔ تو اُس نے اپنی ہلاکت کے ڈھیر کو دوسروں کے خراب کرنے سے بہت ہی زیادہ بڑھایا۔ اور حاسدوں کو اس بات سے بھی ہوشیار کرنا چاہیئے۔ کہ اگر وہ اپنے دلوں سے حسد کو دُور نہیں کریں گے تو ظاہر اشرارت میں ایک نہ ایک دن ضرور پھسل پڑیں گے دیکھو اگر قائین اپنے بھائی کی قربانی قبول ہونے پر حسد نہ کرتا۔ تو کبھی اُس کو مار نہ ڈالتا یعنی جیسا کہ لکھا ہے۔ کہ خداوند نے ہابل کو اور اُس کے ہدیے کو قبول کیا پر قائین کو اور اُس کے ہدیہ کو قبول نہ کیا۔ اِس لیے قائین نہایت غصہ اور نہ شرمندہ ہوا۔ پیدائش ۴ باب ۴ و ۵ آیت الغرض حسد بھائی کی خونریزی کا اصلی بیج ہے؛

ایک اور بات سے بھی حاسدوں کو آگاہ کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اپنے آپ ہی کو گویا اندرونی وبا سے گندہ کرتے ہیں جیسا کہ لکھا ہے کہ طبیعت کی سلیمی بدن کی حیات ہے پر ڈاہ ہڈیوں کی گندگی ہے امثال ۱۴۔۳۰ ؎

دسواں باب

سیدھا سادا اور دغاباز

سادے لوگوں کی اِس بات پر تعریف کرنی ہے کہ وہ احتیاط کرتے ہیں کہ جھوٹ بولنے سے بچے رہیں پر اُن کو یہ نصیحت کرنی چاہیئے۔ کہ جس راست گوئی سے لوگوں کو ضرر پہنچے۔ اُس سے بھی پرہیز کرتے ہیں کیونکہ جیسے دروغ سے دروغ گو ہمیشہ نقصان اُٹھاتا ہے ویسے ہی کبھی سچ بولنے سے بھی دوسروں کو نقصان پہنچتا ہے چنانچہ خداوند نے اپنے شاگردوں کو فرمایا۔ کہ میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم اُن کی برداشت نہیں کر سکتے" (یوحنا ۱۶۔۱۲) یعنی اُن سچی باتوں کے کہنے سے وہ رُکا رہا۔ جب تک کہ اُن کے کہنے کا وقت نہ آیا۔ سو سادوں کے لئے یہ ایک نصیحت ہے کہ جیسے تم دروغگوئی سے بطور مفید پرہیز کرتے رہے ہو ویسے ہی سچائی کو بطور مفید عمل میں لاتے رہو دیکھو اپنی سادگی میں ذرا ہوشیاری کو بھی دخل دو جیسا کہ غیر قوموں کے معلم نے کہا ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم نیکی میں واقف کار ہو جاؤ۔ اور بدی سے ناواقف رہو (رومیوں ۱۶۔۱۹) اور حق نے خود فرمایا ہے کہ تم سانپوں کی طرح ہوشیار اور کبوتروں کی مانند بے بد ہو یعنی ہوشیاری راستی کو اور راستی ہوشیاری کو معتدل کرے ؎

اور دغابازوں کو یوں سمجھانا چاہیئے کہ وہ غور کریں کہ اُنہیں دورنگی کا

بوجھ اُٹھانا کیسا مشکل ہے کیونکہ جب وہ اپنی گرفتاری کے خوف سے ہمیشہ ڈرتے ہیں تو اپنی پناہ کے لئے بڑے بڑے وسیلے ڈھونڈتے رہتے ہیں اور خطرہ کے اندیشہ سے گھبراتے رہتے ہیں لیکن دراصل حمایت کے لئے راستی سے زیادہ اور کوئی چیز مفید نہیں ہے اور راست گوئی سے زیادہ اور کوئی بات آسان نہیں ہے کیونکہ عقل کو اُس وقت سخت حیرانی پیش آتی ہے جب وہ اپنی جھوٹی بات کے ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے جیسا یرمیاہ نے فرمایا ہے کہ اُنہوں نے اپنی زبان کو جھوٹ بولنا سکھلایا اور بُرائی کرنے میں جانفشاں ہو رہے ہیں (یرمیاہ ۹۔۵) یعنی تم بے محنت سچ بول سکتے تھے پر تم نے خود بخود فریب دینے کے لئے سخت محنت اُٹھائی۔ اور جب کہ تم نے راستی میں زندگی بسر کرنے سے انکار کیا۔ تو تمہاری محنتوں کا نتیجہ موت ہوگا۔ بارہا ایسے لوگ جب گناہ میں پکڑے جاتے ہیں تو فریب کا پردہ اپنے اُوپر یوں ڈالتے ہیں اور اپنے گناہ کے لئے ایسے بہانے بناتے ہیں کہ جو اُن کو گناہ کا ملزم ٹھہراتا ہے اگرچہ اُس کا گمان اُن کی نسبت درست ہے تو بھی سوچنے لگتا ہے کہ شاید ایسا قصور اِس سے نہ ہُوا ہو اور ایسے فریبی خارپشت کی مانند ہیں کیونکہ جب وہ ناگہاں پکڑا جاتا ہے تو اُس کا سر اور پاؤں بلکہ تمام بدن دکھائی دیتا ہے پر جوں ہی پکڑا گیا توں ہی جو چیزیں کہ پہلے نظر آتی تھیں دیکھنے والے کی نظر سے گم ہو جاتی ہیں

دغابازوں کو یہ بات یاد دلانی چاہیئے۔ کہ جو راستی پر چلتا ہے سلامتی سے جاتا ہے (امثال ۱۰۔۹) کیونکہ کاروبار کی راستی میں نہایت اُستواری ہے اور حکمت کی کتاب میں یوں لکھا ہے کہ تربیت کی پاک رُوح فریب سے بھاگے گی۔ (حکمت ۱۔۵) اور سلیمان کی دوسری امثال میں یُوں لکھا ہے کہ خداوند کا راز مستقیم لوگوں کے پاس ہے۔ (امثال ۳۔۲۵) یعنی خدا اپنے آسمانی بھیدوں کو صرف اُنہیں پر کھولتا ہے جن کے دلوں کو دغابازی کے سایہ نے تاریک نہیں کیا ہے اور دغابازوں کو تنبیہ کرنی چاہیئے کہ اُس دن اُن کا

کیسا ہولناک حال ہو گا۔ جب خداوند تاریکی کی پوشیدہ باتوں کو روشن کر دے گا۔ اور دلوں کے منصوبے ظاہر کرے گا۔ (قرنتیوں ۴ - ۵) ؀

گیارھواں باب

تندرست اور بیمار

تندرستوں کو یوں سمجھانا چاہیئے کہ وہ اپنی تندرستی کو اس طرح صرف کریں کہ جس میں اپنی رُوحانی صحت کی ترقی کریں تا ایسا نہ ہو۔ کہ صحت جسمانی کو جو اُنہیں خدا کی ایک خاص نعمت عنایت ہُوئی ہے۔ بُرائیوں میں خرچ کریں اور سخت عذاب میں گرفتار ہو ویں۔ اور پھر تندرستوں کو اِس بات سے بھی آگاہ کرنا چاہیئے کہ وُہ اپنی نجات کے کام کرنے میں دیری نہ کریں کیونکہ ابھی تو اُن کو توبہ کرنے اور ایمان لانے اور نیک اعمال کرنے کا عُمدہ موقع ہے پر کسی کو یہ معلوم نہیں کہ ایسا وقت کتنی مُدّت تک رہے گا سو اگر وُہ خدا کی بندگی کرنا نہ چاہیں جب کہ کر سکتے ہیں تو اس بات کا اندیشہ ہے کہ جب وُہ کیا چاہیں گے تو کر نہ سکیں گے کیونکہ جن لوگوں نے مُدّت تک دانائی کی بلاہٹ کو رد کیا ہے آخرکار اُن کو دانائی بھی رد کر کے یوں کہے گی کہ ازبسکہ میں نے بُلایا اور تم نے نہ مانا میں نے اپنا ہاتھ لمبا کیا۔ پر کوئی متوجہ نہ ہُوا بلکہ تم نے میری ساری مصلحتوں کو ناچیز جانا اور میری سرزنش کی قدر نہ کی تو مَیں بھی تمہاری پریشانی پر ہنسوں گی اور جب تم پر دہشت غالب ہو گی تو میں ٹھٹھے ماروں گی۔ (امثال ۱-۲۴-۲۶) اور یہ بھی کہ تب وُہ مجھ کو پکاریں گے پر میں جواب نہ دوں گا وہ سویرے مجھ کو ڈھونڈیں گے پر مجھے نہ پائیں گے (امثال ۱-۲۸) اور بہتیرے ہیں جو تب تک نہیں سمجھتے کہ تندرستی کیسی بڑی نعمت ہے جب تک کہ وُہ اُن سے جاتی نہیں رہتی۔

اور جب جاتی رہی تو پھر پچھتانے سے کیا فایدہ؟ کیونکہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں چنانچہ سلیمان نے کہا ہے۔ کہ تا نہ ہو کہ تو اپنی عزّت اَوروں کو اور اپنی عمر بے رحموں کو دے۔ نہ ہو کہ بیگانہ لوگ تیری قوّت سے سیر ہوویں اور تیری ساری کمائی اجنبی کے گھر میں صرف ہو اور تو آخر کو جس وقت تیرا گوشت اور تیرا بدن فنا ہو جائیں گے تو کراہے گا (امثال ۵-۹-۱۱ تک) البتّہ سلیمان ایک خاص قسم کے گناہوں کی خبر دیتا ہے لیکن اُس کا قول ہر طرح کے گناہوں پر صادق آتا ہے۔ کیونکہ شیطان اور اُس کے ذرّیات کیا بیگانہ اور بے رحم نہیں ہیں؟ اور جبکہ ہماری بڑی عزّت یہ ہے کہ ہم اپنے خالق کی صورت پر بنائے گئے ہیں تو جو خدا کی صورت میں پیدا ہو کے اپنی زندگی کو شیطان کی تابعداری میں صرف کرتا ہے سو اپنی عزّت غیروں کو دیتا ہے اور وُہی اپنی عمر بھی بے رحموں کو دیتا ہے۔ کیونکہ جو وقت خدا نے دیا تھا۔ اُس کو وُہ اپنے جانی دشمنوں کی مرضی میں گذرانتا ہے اور جیسا کہ وہاں لکھا ہے کہ نہ ہو۔ کہ بیگانہ لوگ تیری قوّت سے سیر ہوویں اور تیری ساری کمائی اجنبی کے گھر میں صرف ہو۔ ویسا ہی جو کوئی اُس قوّت جسمانی کو جو اُسے ملتی ہے۔ نیکی میں نہیں بلکہ بُرائی میں صرف کرتا ہے۔ سو بیگانہ رُوحوں کی مُراد اپنی قوّت سے پُوری کرتا ہے کیونکہ وُہ خود اور وُہ لوگ۔ جو اُس کے سبب سے گمراہ ہوتے ہیں۔ سب کے سب دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور یہ بھی دُرست ہے کہ تو آخر کو جس وقت تیرا گوشت اور تیرا بدن فنا ہو جائیں گے تو کراہے گا۔ کیونکہ اکثر صحت جسمانی جو خدا سے عنایت ہُوئی تھی گناہوں کے سبب زائل ہو جاتی ہے اور جب تندرستی کسی سے یک لخت چھین جاتی ہے تو وُہ کراہتا ہے اور آہ بھر کے اُس صحت کے واسطے آرزومند ہوتا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ جب اُس نے اُنہیں قتل کیا تب اُنہوں نے اُسے ڈھونڈا۔ (زبور ۷۸-۳۴) ؀

اور اِن کے مقابلے میں بیماروں کو یُوں سمجھانا چاہیئے۔ کہ وُہ یہ جانیں کہ ہم خدا کے فرزند ہیں اِس واسطے کہ وُہ تنبیہ کی چھڑی سے ہم کو مار پیٹ کر درُست کرتا ہے۔ کیونکہ وُہ انہیں ایسی تربیت کرنے کی پرواہ نہ کرتا۔ اگر اُس کا اِرادہ نہ ہوتا۔ کہ اِس تنبیہ کے بعد آسمانی میراث اُنہیں عطا کرے چنانچہ خداوند نے مُقدّس یُوحنّا سے کہا۔ کہ میں جتنوں کو پیار کرتا ہوں۔ اُنہیں ملامت اور تنبیہ کرتا ہوں۔ (مکاشفات ۳ - ۱۹) اور یہ بھی لکھا ہے کہ اَے میرے بیٹے خداوند کی تنبیہ کو ناچیز مت جان۔ اور جب وُہ تجھے ملامت کرے شکستہ دل مت ہو۔ کہ خداوند جسے پیار کرتا ہے اُسے تنبیہ کرتا ہے اور ہر ایک بیٹے کو جسے وُہ قبول کرتا ہے۔ پیٹتا ہے (عبرانیوں ۱۲ - ۵ - ۶) اور زبور کے مُصنّف نے یہ لکھا ہے کہ صادق پر بہت سی مُصیبتیں ہوتی ہیں۔ اور خداوند اُس کو اُن سب سے چھڑاتا ہے۔ (زبور ۳۴ - ۱۹) اور مبارک ایوبؑ نے اپنے غم میں چلاّ کے یُوں کہا جو میں صادق ہوں تو بھی اپنا سر نہ اٹھاؤں گا۔ میں اپنی رسوائی سے بھر گیا (ایوب ۱۰ - ۱۵) پس بیماروں کو یہ کہنا چاہیئے۔ کہ اگر تم اُس پر ایمان لاتے ہو کہ ہمارا وطن آسمان ہے تو ضرور اِس مسافرت میں مصیبت اُٹھانی پڑے گی۔ اور جیسا کہ سلیمان کی ہیکل بنانے کے وقت پتھر پہلے ہی بہت دُور تراشے گئے۔ تاکہ ہتھیاروں کی آواز خداوند کے گھر بنانے میں نہ ہو ویسا ہی ہم بھی باہر دُکھ درد کے صدموں سے درُست کئے جاتے ہیں۔ کہ بعد اس کے خدا کی اصلی ہیکل میں بے کھٹکے داخل کئے جائیں اور یہاں جو کچھ ناواقفی ہم میں ہے دُور ہو کے محبّت کی یگانگی سے ہم اُس عمارت میں پیوستہ ہو جائیں۔ اور پھر بیماروں کو سمجھانا چاہیئے۔ کہ دیکھو ماں باپ اپنے فرزندوں کو کیسی سخت سزائیں دیتے ہیں۔ تاکہ وُہ دُنیوی میراث کو حاصل کرنے کی لیاقت پیدا کریں۔ سو ہمارے لئے خدا کی کون سی تنبیہ حد سے زیادہ

ہو سکتی ہے کہ اُس کے وسیلے ایک ابدی میراث حاصل کریں گے۔ اور ایک ابدی عذاب سے بچ جائیں گے۔ چنانچہ مُقدّس پولوس فرماتا ہے۔ کہ جب وُہ جو ہمارے جسمانی باپ تھے تنبیہ کرتے تھے۔ اور ہم نے اُن کی تعظیم کی۔ تو کیا ہم اُس سے زیادہ رُوحوں کے باپ کے حکم میں نہ رہیں اور جئیں؟ کہ وُہ تو تھوڑے دنوں کے واسطے اپنی سمجھ کے موافق تنبیہ کرتے تھے پر وُہ ہماری بہتری کے لیے تاکہ ہم اُس کی پاکیزگی میں شریک ہوویں (عبرانیوں ۱۲ - ۹ - ۱۰) اور نیز بیماروں کو یہ کہنا چاہیئے کہ سوچیں کہ جسمانی بیماری سے کیسی رُوحانی صحت حاصل ہوتی ہے۔ اگر اِس بیماری میں رُوح اپنی حالت پر ایسے طور سے غور کرے کہ جیسا تندرستی کے وقت کبھی نہیں کیا تھا۔ کیونکہ آدمی کا دل جو صحت کی حالت میں مغرور ہو گیا تھا جب جسمانی صدمہ اُس پہ آتا ہے تو اپنی اصلی کمزوری سے واقف ہو جاتا ہے اور جیسا کہ سلیمان نے لکھا ہے۔ کہ کوڑے پیٹ کو اندروار سے صاف کرتے ہیں۔ (امثال ۲۰ - ۳۰) یعنی جسمانی تکلیف اُٹھانے سے باطن میں صفائی حاصل ہو جاتی ہے ؛

اور بیماروں کو یہ بھی سکھانا چاہیئے۔ کہ وُہ صبر کریں۔ اور ہمیشہ اُن بڑی بڑی مُصیبتوں پہ غور کریں۔ جو ہمارے مُنجی نے اپنی مخلوقات سے اُٹھائیں۔ دیکھو اُس نے کیسی لعن طعن اپنے اُوپر گوارا کی۔ اور جب اسیروں کی رُوحوں کو ہمارے پرانے دشمن کے ہاتھ سے چھڑاتا تھا۔ تو ٹھٹھے بازوں کے کیسے کیسے صدمے سہے اور پھر نجات کے پانی سے ہم کو غسل دینے کے لئے بے ایمانوں کے تھوک سے اپنا مُنہ نہ چھپایا۔ اور اپنی التماس کے وسیلے سے ہم کو ابدی سزا سے بچانے کو اُس نے خاموش ہو کے کوڑوں کی برداشت کی اور ہم کو فرشتوں کے معزز گروہ میں داخل کرنے کو طمانچے کھائے اور ہم کو گناہوں کے چھیدنے والے کانٹوں سے بچانے کے لئے اپنے سر کو کانٹوں

کا تاج رکھنے سے نہ ہٹایا۔ اور ہمیں جاودانی شیر ینی چکھانے کے لئے اپنی تشنگی کے وقت کڑوی پت کو پی لیا۔ اور وہ جس نے ہمارے لئے باپ کو سجدہ کیا۔ جب کہ وہ الوہیت میں اُس کے برابر تھا۔ لوگوں کی ہنسی ٹھٹھے کے ساتھ اُسے سجدہ کرنے کے وقت چپ رہا۔ اور مردوں کے لئے زندگی کی تدبیر کرنے کے لئے وہ جو خود زندگی تھا۔ موت میں گرفتار ہؤا۔ پس جبکہ خدا بسبب اپنی پاکیزگی کے ایسی سخت مصیبتوں کا متحمّل ہؤا تو آدمی اگر اپنے گناہوں کے باعث کتنی ہی سزا کیوں نہ اُٹھائیں۔ کیا وہ ان سب کے مستحق نہیں ہیں؟ ؛

بارھواں باب

جو لوگ سزا کے خوف سے پارسا بن گئے ہوں اور جو لوگ ایسے سخت ہوں کہ سزا سے بھی نہ ڈرتے ہوں

اُن لوگوں کو جو صرف سزا ہی سے ڈرتے ہیں۔ یہ یاد دلانا چاہیئے کہ کامل محبت دہشت کو نکال دیتی ہے۔ (یوحنّا ۴ باب ۱۸ آیت) اور پھر یہ بھی لکھا ہے کہ تم نے غلامی کی رُوح نہیں پائی کہ پھر ڈرو۔ بلکہ لے پالک ہونے کی رُوح پائی جس سے ہم ابّا یعنی اے باپ پکار پکار کہتے ہیں۔ (رومیوں ۸-۱۵) اور جیسا کہ مُقدّس پولوس نے دوسرے مقام میں فرمایا ہے۔ جہاں کہیں خداوند کی رُوح ہے وہاں آزادگی ہے۔ (۲ قرنتیوں ۳-۱۷) پس اگر آدمی عذاب ہی کے خوف کے بارے گناہوں سے بچا رہے۔ تو وہ اُس رُوحانی آزادگی میں شامل نہیں ہے کیونکہ اگر وہ سزا سے نہ ڈرتا۔ تو ضرور اُن گناہوں میں مُبتلا ہوتا۔ پس ایسی رُوح جو صرف خوف ہی کے باعث بندگی کی پابند ہو کر اپنے آپ کو گناہوں سے بچاتی ہے وہ اصلی

آزادگی سے مطلق بے خبر ہے کیونکہ آدمی کو چاہیئے کہ خالص نیّت کے ساتھ نیکی کو صرف نیکی ہی کی حیثیت سے اختیار کرے نہ یہ کہ صرف سزا کے خوف سے اُس کا پابند ہے کیونکہ جو آدمی صرف عذاب کے خوف سے نیکی کرتا ہے اُس کا اصلی خیال یہی ہے کہ اگر گناہوں کی سزا نہ ہوتی۔ تو بے کھٹکے اپنی خواہشوں کو پورا کرتا اور یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ عالم الغیب کے نزدیک جو آدمیوں کو اُن کے خیالات کے سبب سے گنہگار جانتا ہے ایسا شخص ہرگز پاک نہیں ٹھہر سکتا ہے ان لوگوں کے مقابلہ میں وہ لوگ ہیں جو سزا کے کوڑوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتے ہیں ایسوں کو اُن کی سنگدلی کے باعث زیادہ سخت تنبیہ کرنی ضرور ہے اور اُن پر یہ بات ظاہر کرنی چاہیئے کہ ہم اُن کے گناہوں سے کیسی نفرت رکھتے ہیں اور کس قدر اُن پر افسوس کرتے ہیں۔ تاکہ وہ ہماری نفرت اور غم کو دیکھ کر ڈر جائیں لیکن یہ سب کچھ محبّت کی راہ سے کرنا چاہیئے اور اگر وہ توبہ کریں تو نصیحت کر کے اُنہیں تسلّی اور تشفّی دینی چاہیئے اور اُس وقت خدا کی تنبیہوں سے اُنہیں آگاہ کرنا واجب ہے تا کہ ابدی انتقام کی گرفتاری سے خبردار ہو جائیں۔ مثلاً یہ کہنا چاہیئے۔ کہ وہ مثل تم پر صادق آتی ہے۔ کہ اگرچہ تو احمق کو گیہوں کے ساتھ اُکھلی میں ڈال کے مُوسل سے کوٹے پر اُس کی حماقت اُس سے کبھی دور نہ ہو گی۔ (امثال ۲۷-۲۲) اور ایسوں کی بابت نبی خداوند کے رُوبرو فریاد کر کے یہ کہتا ہے کہ تو نے اُنہیں غارت کیا پر وہ تربیّت پذیر نہ ہوئے۔ (یرمیاہ ۵-۳) اور یشعیاہ فرماتا ہے کہ لوگ اُس کی طرف جو اُنہیں مارتا ہے۔ نہیں پھرے۔ (یشعیاہ ۹-۱۳) اور اسی طرح سے خداوند اُن اسرائیلیوں کو جو اسیری کی مصیبت میں گرفتار تھے اور تس پہ بھی گناہوں سے توبہ نہیں کرتے تھے۔ یوں ڈانٹتا ہے۔ کہ اہل اسرائیل میرے لئے میل ہو گئے ہیں وہ سب کے سب پیتل اور رانگ اور سیسہ ہیں جو گھڑیہ کے بیچ میں ہیں

(حزقیئیل ۲۲-۱۸) اِس کی مُراد یہ ہے کہ مَیں اُنہیں اِس اُمید پر مُصیبت کی آگ میں خالص کرنا چاہتا تھا۔ کہ شاید روپا یا سونا نکلیں لیکن اِس کے برعکس وُہ اُس گھٹریہ میں گویا پیتل اور رانگ اور لوہا اور سیسہ نکلے۔ یعنی مُصیبت میں بھی وُہ بُرائیوں کی طرف زیادہ مائل رہے اور نیکیوں کی طرف مُطلق توجہ نہ کی۔ کیونکہ پیتل کو جب کوئی مارتا ہے تو اور دھاتوں کی نسبت وہ زیادہ آواز دیتا ہے۔ پس وُہ جو تنبیہ پا کے کُڑکُڑانے کی آواز دیتا ہے تو گھٹریہ کے بیچ گویا پیتل ٹھیرتا ہے اور رانگ جب حکمت سے تیار کیا جاتا ہے تو روپے کی سی صورت معلوم پڑتی ہے پس وُہ جو مُصیبت میں بھی فریبی رہتا ہے گھٹریہ میں گویا رانگ ٹھیرتا ہے اور جبکہ وُہ جو اپنے پڑوسی کو جان سے مارنا چاہتا ہے تو لوہے کو کام میں لاتا ہے۔ اِسی طرح جو مُصیبت میں اوروں کا نقصان کرنا چاہتا ہے وُہ گھٹریہ میں گویا لوہا ٹھیرتا ہے اور جیسا کہ سیسہ اور دھاتوں سے بھاری ہے ویسا ہی جو اپنے گناہوں کے بوجھ سے ایسا دب گیا ہے کہ مُصیبت میں بھی اپنی دُنیوی خواہشوں میں مُبتلا رہتا ہے اور اپنے دل اور خیال سے آسمان پر نہیں چڑھتا ہے وُہ گھٹریہ میں گویا سیسہ ٹھیرتا ہے اور خداوند حزقیئیل کی معرفت دوسرے مقام پر ایسوں کے حق میں یُوں فرماتا ہے کہ سخت محنت سے وُہ تھکا تی لہ اُس کا بڑا زنگار اُس میں سے نکل نہیں جاتا آگ میں بھی اُس کا زنگار رہتا ہے (حزقیئیل ۲۴-۱۲) کیونکہ وُہ ہم کو مُصیبت کی آگ میں اِس لئے ڈالتا ہے۔ کہ بُرائیوں کا زنگار ہم سے دُور کرے لیکن جو لوگ سزا پا کے اپنے گناہوں سے باز نہیں آتے۔ وُہ وُہی ہیں جو اپنے زنگار کو آگ میں بھی اپنے آپ سے جُدا نہیں کرتے ہیں ؛

مخفی نہ رہے کہ بعض اوقات جب آدمی سزا کی سختی سے نہیں سُدھرتا ہے تو نرم باتوں سے اُس کو راہِ راست پر لانا چاہیئے۔ کیونکہ کبھی جن کو سزا

درُست نہیں کرتی ہے اُن کو نرمی اور دلجوئی سے سمجھا کر ہم گناہ سے باز رکھ سکتے ہیں چنانچہ بعض ایسے زخم ہیں جن کا علاج نشتر سے نہیں ہو سکتا ہے پر تیل کی مالش سے چنگے ہو جاتے ہیں ؛

تیرھواں باب

کم بولنے والے اور زبان دراز

کم بولنے والوں کو سمجھانا چاہیئے۔ کہ جبکہ وُہ بعض بُرائیوں سے بے تمیز طور پر پرہیز کرتے ہیں تو ایسے احتراز سے سخت تر بُرائیوں میں خفیۃً پھنس جاتے ہیں کیونکہ اُن کے دلوں میں اکثر گُم صُم رہنے سے بُخارات بھر جاتے ہیں اِس لئے کہ وُہ حد سے زیادہ اپنی زبان کو روکتے ہیں اور اسی طرح جتنے زیادہ اُن کے خیال اِس بے موقع خاموشی کے سبب مُقیّد رہتے ہیں اُتنے ہی زیادہ اُن کے دلوں میں جوش مارتے ہیں اور جس قدر وُہ اپنے تئیں لوگوں کے عیب لگانے سے محفوظ سمجھتے ہیں اُسی قدر اُن کے خیالات بھٹکتے پھرتے ہیں چنانچہ جب اوروں کو بولتے ہوئے سُنتے ہیں تو شیخی کی راہ سے اُنہیں اپنے دل میں حقیر جانتے ہیں کہ یہ کیا بیہودہ بکتے ہیں اور جب کہ ایسے اشخاص ظاہر امُنہ کو بند رکھتے ہیں تو باطن میں متکبرانہ بُرائی کی طرف دل کو کھول دیتے ہیں اور اگرچہ زبان کو تو روکتے ہیں پر خیالات کو دل میں آزاد کرتے ہیں اور اپنی اُس بُرائی سے بے فکر رہ کر اوروں پر اپنی ہی دانست میں عیب لگاتے ہیں اور چونکہ اُن کی یہ نکتہ چینی اوروں سے پوشیدہ ہے اِس لئے بکمال بے پرواہی سے دوسروں پر دل ہی دل میں حرف گیری کرتے رہتے ہیں۔ پس کم بولنے والوں کو سمجھانا چاہیئے کہ وُہ نہ صرف اِس ہی بات کی فکر کریں۔ کہ ظاہر میں ہم کیسے ہیں بلکہ زیادہ تر اِس کی کہ باطن میں ہمیں کیسا ہونا چاہیئے

تاکہ اپنے دلوں کے پوشیدہ الزام سے پڑوسیوں کی ظاہری حرف گیری کی نسبت زیادہ ڈریں ؎

علاوہ ازیں کم بولنے والے زیادہ تر رنج میں مُبتلا ہوتے ہیں جبکہ اُن کے ساتھ کوئی بے اِنصافی کی جاتی ہے کیونکہ خاموشی کے سبب اپنے دل کے جوش کو باتوں کے ذریعہ ہلکا نہیں کرسکتے ہیں لیکن وُہ جو فی الواقع اپنی مصیبتوں کا بیان اَوروں سے کرتے ہیں اپنے دِلی رنج کو ہلکا کرلیتے ہیں۔ کیونکہ جو زخم بند کیا جاتا ہے وُہ زیادہ دُکھتا ہے بہ حسب زخم کا اندرونی مواد کھول کر نکالا جاتا ہے اُس کا گھاؤ بھر جاتا ہے پس کم بولنے والوں سے یہ بات مخفی نہ رہے کہ اپنی زبان کو بہت روکنے سے اپنے درد کو نہ بڑھائیں اور اُنہیں یہ بھی سمجھانا چاہیئے کہ اگر وُہ اپنے پڑوسیوں کو اپنے برابر پیار کرتے ہیں۔ تو اُن کا واجبی عیب اُن پر ظاہر کرنے سے خاموش نہ رہیں اِس طرح اگر ضرر پہنچانے والا اپنے مُضر کام سے باز آئے اور اُس آدمی کا درد کم ہو جائے۔ جسے اُس نے ضرر پہنچایا ہے تو ایسا کلام طرفین کے لئے صحت بخش دوا ہوگا۔ اور جو اپنے پڑوسیوں کی بُرائیوں کو دیکھ کے اپنی زبان کو بند رکھتا ہے وُہ اُس آدمی کی مانند ہے جو غیروں کے زخموں کو دیکھ کر اُن کے علاج سے اِنکار کرتا ہے اور زخمی کو موت کا باعث ٹھہرتا ہے کیونکہ اُس کے بچاؤ کے موقع پر اُس نے سُستی کی۔ الغرض اعتدال کے ساتھ زبان کو لگام دینی چاہیئے اور ایسے طور پر اُسے بند نہ کرنا چاہیئے کہ کبھی نہ کُھلے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ عقلمند آدمی موقع تک خاموش رہتا ہے (سیرخ کی حکمت ۲۰۔۷) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اُسے بولنے کا اچھا موقع ملتا ہے تاکہ مناسب باتوں سے اَوروں کو فائدہ پہنچائے تو کلام کرتا ہے اور نیز یہ لکھا ہے کہ چُپ ہونے کا ایک وقت ہے اور بولنے کا ایک وقت ہے۔ (واعظ ۳۔۷) پس ہر وقت موقع شناسی

کرنی چاہیئے۔ تا نہ ہو کہ جب زبان کو لگام دینی مناسب ہے۔ تب بے فائدہ باتیں بکے اور جب مُفید باتیں کہہ سکتی ہے تو سُستی سے چُپ رہے اور زبور کا مُصنّف بھی اِسی بات کا لحاظ کرکے یُوں فرماتا ہے۔ کہ اے خداوند میرے مُنہ پر نگہبان بِٹھلا میرے ہونٹوں کے دروازوں کی دربانی کر (زبور ۱۴۱۔۳) ؎

اِس کے برعکس زبان درازوں کو یہ سمجھانا چاہیئے۔ کہ جو زیادہ باتیں کرتا ہے وُہ اپنے دل سے واقف نہیں ہو سکتا۔ شعر

دلی زُپر گفتن بمیرد در بدن	گرچہ سے باشد سخن دُرِّ عدن

یعنی آدمی کا دل زیادہ گوئی سے بدن میں مرجاتا ہے اگرچہ اُس کی وُہ باتیں فصاحت میں عدن کے موتی کی مانند ہوں۔ (مترجم) اور زیادہ گوئی سے آدمی کے خیالات منتشر ہو جاتے ہیں اور باطنی غور اور رُوحانی معراج کے واسطے پھر جمع نہیں ہوتے بسیار گو را حافظہ نہ باشد۔ یعنی زیادہ بکنے والے آدمی کا حافظہ جاتا رہتا ہے (مترجم) اور ایسے آدمی کا دل دشمنوں کے حملوں کے لئے گویا ہر وقت درکشادہ قلعہ ہے کیونکہ ایسا دل اپنی نگہبانی نہیں کرسکتا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ وُہ جو اپنی رُوح کو بولنے سے روک نہیں سکتا اُس شہر کی مانند ہے جو ڈھایا ہُوا اور بے فصیل ہے (امثال ۲۵۔۲۸) (لاطینی ترجمہ کے موافق) کیونکہ جب خاموشی کی دیوار اُس کے اطراف میں نہیں رہتی تو دل کا شہر دشمنوں کے تیروں کے لئے ہمیشہ بے پناہ ہے اور جب دل اپنے کلام کے وسیلے سے گویا باہر نکل کر اپنے دشمنوں کے مقابل ہوتا ہے تو اُس کے دُشمن بآسانی اُس پر غالب آتے ہیں اور اس طرح دل زیادہ گوئی کے وسیلے سے خود اپنی مخالفت کرتا ہے اور اکثر رفتہ رفتہ ہی بھاری گناہوں میں آدمی پھسلتا ہے۔ چنانچہ جو بے فائدہ باتوں سے پرہیز نہیں کرتا وُہ بعد میں مُضر باتیں کہنے لگتا ہے بعد میں رفتہ رفتہ غیبت کرنے کا عادی ہو جاتا ہے اور پھر بیدھڑک ظاہری بدزبانی کرنے سے نہیں رُکتا ہے اسی طرح کانٹے بوئے جاتے اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اور عداوت کی مشعل جلائی جاتی

ہے اور دلوں کا اطمینان منقطع ہو جاتا ہے چنانچہ سلیمان فرماتا ہے کہ جھگڑے کا شروع پانی کے ٹوٹنے کی مانند ہے (امثال ۱۷-۱۴) اور دوسرے مقام میں یہ فرماتا ہے۔ کہ کلام کی کثرت میں کچھ نہ کچھ گناہ ہوگا۔ (امثال ۱۰-۱۹) اور یعقوب فرماتا ہے کہ اگر کوئی تمہارے بیچ اپنے تئیں دیندار سمجھے اور اپنی زبان کو لگام نہ دے بلکہ اپنے دل کو فریب دے تو اُس کی دینداری باطل ہے۔ (یعقوب ۱-۲۶) اور پھر دوسری جگہ یُوں فرماتا ہے۔ کہ ہر ایک آدمی سُننے میں تیز اور بولنے میں دھیرا ہوئے (یعقوب ۱-۱۹) اور پھر زبان کی زور آوری کا بیان کرکے یہ کہتا ہے کہ وُہ تو ایک بلا ہے جو تھمتی نہیں زہرِ قاتل سے بھری ہے (یعقوب ۳-۸) اور حق خود ہمیں یہ نصیحت دیتا ہے کہ ہر ایک بیہودہ بات جو لوگ کہیں عدالت کے دن اُس کا حساب دیں گے (متی ۱۲-۳۶) پس اگر بیہودہ باتوں کا حساب لیا جائیگا۔ تو زیادہ گوئی کی کیسی سزا ہوگی۔ کہ اُس میں نہ صرف بیہودہ باتیں ہی شامل ہیں۔ بلکہ مُضر باتیں بھی ؟

چودھواں باب

سُست اور جلد باز

سُستوں کو بیدار کرنا چاہیئے کہ جب وُہ نیک کاموں کے کرنے میں دیری کرتے ہیں تو فرصت کے وقت کو ہاتھ سے کھو دیتے ہیں۔ اِس لئے کام کرنے کا موقع اُن سے جاتا رہتا ہے کیونکہ "وقت از دست رفت باز نے آید" (مترجم) اور جلد بازوں کو آگاہ کرنا چاہیئے کہ جب وُہ بے سوچے سمجھے وقت سے پہلے نیک کام کو کرتے ہیں جبکہ اُس کا کرنا مناسب نہیں۔ تو وُہ کام اپنا پھل نہیں دیتا۔ یا تو پھیکا یا کڑوا ہو جاتا ہے۔

سُست مزاجوں کو خبردار ہونا چاہیئے کہ اگر وُہ اکثر کام کرنے کے معین وقت

کو یا جب اُس کا موقع ملتا ہے ہاتھ سے کھو دیں اور پھر بے وقت اُس کام کو کرنا چاہیں۔ تو نہیں کر سکیں گے۔ ایسوں کے حق میں حضرت سلیمان فرماتا ہے۔ کہ کاہلی دل کو نیند میں غرق کر دیتی ہے اور آرام طلب کاہل بھوکا رہتا ہے۔ (امثال ۱۹-۱۵) اور دوسرے مقام پر یُوں فرماتا ہے کہ ایسا آدمی سارے دن لالچ کرتا رہتا ہے۔ (امثال ۲۱-۲۶) یعنی جب وُہ اچھے کاموں اور اچھے خیالوں سے خالی ہے تو اُس کا دل بُری خواہشوں سے بھرا رہتا ہے، جیسا کہ حق نے فرمایا ہے۔ کہ جب گھر خالی ہے۔ تو وُہ بدرُوح جو اُس میں پہلے رہتی تھی اور بُری رُوحوں کو ساتھ لے کے اُس گھر میں آبستی ہے اور جب سُست آدمی اپنے ضروری کام کرنے سے باز رہتا ہے تو پھر دل کی تسلّی کے لئے قسم قسم کی مشکلات اور نوع بنوع کے خطروں کو پیش نظر رکھ کر حیلہ اور بہانہ ڈھونڈتا ہے اِس سے اپنے سُست اندیشوں کے لئے فرضی ثبوت ڈھونڈھ کے ظاہر کرتا ہے کہ میرا یہ نہ کرنا سُستی کے سبب سے نہیں ہے ایسے آدمی پر حضرت سلیمان کا وُہ قول بخوبی صادق آتا ہے کہ سُست آدمی جاڑے کے باعث ہل نہیں چلاتا سو وُہ کاٹنے کے وقت بھیک مانگیگا اور اُس پاس کچھ نہ ہوگا (امثال ۲۰-۴)

یعنی وُہ چھوٹی تکلیفوں سے ڈر کر بھاری کام کرنے کو چھوڑ دیتا ہے اور وُہ جو اب نیک کاموں میں محنت نہیں کرتا جب کاٹنے کا وقت یعنی عدالت کا دن آئیگا تو وُہ اُس وقت کتنا ہی کیوں نہ مانگے ہرگز کچھ نہ پائے گا ایسوں کے حق میں سلیمان یُوں فرماتا ہے کہ جو ہوا کو نظر کرکے اٹکل کرتا ہے سو نہیں بوتا ہے اور جو بادلوں کو دیکھتا ہے سو نہیں بوتا ہے (واعظ ۱۱-۴) یعنی وُہ اپنا کام نہ کرنے کے لئے طرح طرح کے عُذر کرتا ہے ؛

اُن کے برعکس جلد باز لوگ جب وقت سے پہلے نیک کام کرنے میں دست اندازی کرتے ہیں تو اُن کاموں کی خوبی کو بگاڑ دیتے ہیں اور نیکی میں امتیاز نہ کرنے

کے سبب بُرائی میں مُبتلا ہوتے ہیں اور چونکہ پہلے ہی سے دُور اندیشی نہ کر کے انجام کو نہیں سوچتے ہیں اس لئے وقت پر جب وہ فعل وقوع میں آتا ہے تو اُس کے نتیجے سے آگاہ ہو کر پچھتاتے ہیں کہ ایسا کرنا نہیں چاہئیے تھا۔ ایسوں کے حق میں خوب لکھا ہے کہ اے میرے بیٹے صلاح کے بغیر تو کچھ مت کر۔ اور جب کر چکیگا۔ تو پھر نہ پچھتائے گا۔ (سیرخ کی حکمت ۳۲-۲۴) اور امثال کی کتاب میں یوں لکھا ہے۔ کہ تیری پلکیں تیرے آگے کی طرف سیدھی نگاہ کریں۔ (امثال ۴-۲۵) پس جو آدمی اپنے کاموں میں دُور اندیشی کر کے قدم مارتا ہے۔ وُہی ہے جس کی پلکیں آگے کی طرف سیدھی نگاہ کرتی ہیں اور جو پہلے ہی سے اپنے کام کے انجام کو نہیں سوچتا وُہ اُس آدمی کی مانند ہے جو چلتے وقت اپنی آنکھوں کو بند رکھتا ہے الغرض مشورت کی آنکھوں سے دیکھنا چاہئیے کہ کام کے پاؤں کہاں لگائیں ؛

پندرھواں باب

بُرد بار اور تُند مزاج

بُردبار لوگ جب با اختیار عہدہ پر مامور ہوتے ہیں تو اکثر سُست ہوتے ہیں۔ کیونکہ سُستی اور بُردباری دونوں سہیلیاں ہیں اور اکثر کر کے بُردبار لوگ اتنی سختی ظاہر نہیں کرتے جتنی کرنی ضرور ہے مگر اُن کے برعکس تند مزاج لوگ جب حکومت پر مامور ہوتے ہیں تو ظالم ہو جاتے ہیں اور اس کا بڑا خطرہ ہے۔ کہ یہ اپنے مزاج کی تُندی کو راستبازی کے لئے غیرت سمجھ لیں اور جب کوئی آدمی اس طرح گناہ کو نیکی سمجھتا ہے تو بے دھڑک ہو کر گناہ کئے جاتا ہے پس بُردبار لوگ اپنی بُردباری اور بے فکری کے سبب سُست ہو جاتے ہیں اور تُند مزاج آدمی اپنے آپ سے دھوکا کھا کر یوں سمجھ لیتے ہیں کہ ہم راستبازی کے لئے غیرت مند ہیں۔

الغرض بُردباروں کی نیکی کے ساتھ ایک عیب شامل ہو جاتا ہے جو اُن سے پوشیدہ رہتا ہے اور تند مزاجوں کو اُن کی بدی نیکی سے ملبّس ہو کر دھوکا دیتی ہے پس بُردباروں کو بتانا چاہئیے کہ وُہ اُس بُرائی سے بھاگیں جو اُن کے مزاج سے متعلق ہے اور تُند مزاجوں کو یہ کہنا چاہئیے کہ وُہ اُس بُرائی سے پرہیز کریں جو اُن میں ہے تاکہ بُردبار لوگ ہوشیاری اور چستی کو اختیار کریں اور تند مزاج اپنی تُندی کو چھوڑ دیں۔ بُردباروں کو یہ جتانا چاہئیے کہ وُہ راستبازی کے بھی بھوکے اور پیاسے ہو دیں اور تند مزاجوں کو یہ کہنا چاہئیے کہ اُس اچھی غیرت مندی کے ساتھ جسے وُہ اپنے میں موجُود سمجھتے ہیں بُردبار ہونا بھی اُن پر فرض ہے اس لیئے رُوح القدس کبوتر کی صُورت اور آگ کی صورت دونوں میں ظاہر ہُوا۔ کیونکہ اُن سبھوں کو جن کے دلوں پر وُہ تاثیر کرتا ہے کبوتر کی مانند سادہ اور حلیم بناتا ہے اور نیز حقیقی غیرت کی آگ سے اُنہیں جلاتا ہے ؛

پس جو شخص صرف اپنے بُردبار مزاج ہی پر اِکتفا کر کے غیرت کی سرگرمی کے بغیر مطمئن رہتا ہے یا جو شخص غیرت کی سرگرمی ہی کو رکھتا ہے وُہ رُوح القدس سے ہرگز معمُور نہیں ہو سکتا ہے اِس امر کی زیادہ تفصیل پولوس رسُول کی ان دو مختلف نصیحتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے جو اُس نے اپنے دو شاگردوں کو منادی کرنے کے بارے میں کی ہیں یعنی تمطاؤس کو یہ کہا کہ کمال برداشت اور تعلیم سے الزام دے اور ملامت اور نصیحت کیا کرو (۲ تمطاؤس ۴-۲) اور پھر طیطس کو یُوں کہا کہ یہ باتیں کہہ اور نصیحت کر اور اپنا تمام اختیار جتا کے ملامت کر (طیطس ۲-۱۵) پس کس لیے رسُول امتیاز اور حکمت کے ساتھ ایک کے سامنے اختیار اور دوسرے کے سامنے برداشت کو پیش کرتا ہے بیشک اِس لیئے کہ طیطس بہت ملائم مزاج اور تمطاؤس اُس کی نسبت کچھ زیادہ سرگرم تھا۔ پس طیطس کو سرگرم ہونے کے لئے اُبھارتا ہے اور تمطاؤس کو ملائم ہونے کے لیے اعتدال پر لاتا ہے اُس کو گویا مہمیز سے تیز

کرتا ہے اور اُس کو عنان سے روکتا ہے چنانچہ وُہ حقیقی باغبان جو کلیسیا کی نگہبانی کرتا ہے بعض ڈالیوں کو سینچتا ہے۔ تاکہ وُہ بڑھیں اور بعض کو چھانٹتا ہے جو حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ وُہ خشکی کے سبب بڑھنے سے باز رہ کر کچھ پھل نہ لائیں اور یہ حد سے زیادہ بڑھنے کے سبب بے بر ہو جائیں۔

مذکورہ بالا تند مزاج آدمیوں کے سوا بعض تند مزاج آدمی ایسے بدمزاج ہوتے ہیں کہ وُہ خواہ مخواہ اُن کا پیچھا کرتے ہیں جو اُن سے بچنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ عساہیل نے ابی نیر کا پیچھا کیا گو کہ ابی نیر اُس کے ساتھ لڑنا نہیں چاہتا تھا۔ (۲ سموئیل ۲-۱۹-۲۳) اور لڑائی کی آگ کو ہمیشہ سلگایا کرتے ہیں اور جھگڑا کرنے سے خوش ہوتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کی اصلاح کے لئے نہایت مناسب ہے کہ جب وُہ غصہ کی حالت میں ہوں تو اُن سے دُور رہے کیونکہ غصہ کا طوفان عین زور کے وقت نصیحت کی آواز کو اُڑا دیتا ہے پر جب اُن کا غصہ فرو ہوا اور وہ ہوش میں آئے تو خود دوسروں کی برداشت سے شرمندہ ہو کر نصیحت کی باتوں کو اچھی طرح سے بدل و جان سُنتے اور قبول کرتے ہیں مگر اُس دل کو جو غضب کی مے سے سرشار ہے ہر ایک دُرست بات نادرست معلوم ہوتی ہے ۔

سولھواں باب

فروتن اور مغرور

فروتن لوگوں کو مطمئن کرنا چاہیئے کہ وُہ چیزیں جن کی اُمید تم رکھتے ہو لازوال ہیں اور وُہ چیزیں جنہیں تم حقیر جانتے ہو فانی ہیں اور مغروروں کو آگاہ کرنا چاہیئے کہ جن چیزوں کے تم مشتاق ہو وُہ مُطلق فانی ہیں اور جن سے تم محروم رہتے ہو ابدی ہیں۔ فروتنوں کو حق کی وُہ بات یاد دلانی چاہیئے کہ جو اپنے تئیں چھوٹا

ٹھہراتا ہے بڑا کیا جائیگا۔ (لوقا ۱۸-۱۴) اور مغروروں کو یہ یاد دلانا چاہیئے کہ جو اپنے تئیں بڑا ٹھہراتا ہے چھوٹا کیا جائیگا (لوقا ۱۸-۱۴) فروتنوں کے دل پر یہ نقش کرنا چاہیئے کہ سرفرازی کے آگے فروتنی ہے۔ (امثال ۱۵-۳۳) اور مغروروں کے دل پر یہ کہ ہلاکت سے پہلے تکبر ہے۔ (امثال ۱۶-۱۸) فروتنوں کے سامنے وُہ بھی پیش کرنا چاہیئے جو یشعیاہ نے فرمایا کہ میں اُس شخص پر نگاہ کروں گا۔ اُسی پر جو غریب اور شکستہ دل ہے اور میرے کلام سے کانپ جاتا ہے (یشعیاہ ۶۶-۲) اور مغروروں کے سامنے یہ پیش کرنا چاہیئے کہ مٹی اور راکھ کیونکر مغرور ہے (سیراخ کی حکمت ۱۰-۹) فروتنوں کو یوں تسلی دیں کہ خداوند پستوں پر توجہ کرتا ہے۔ (زبور ۱۳۸-۶) فروتن لوگ اس سے تسلی پائیں کہ ابن آدم بھی اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے۔ (متی ۲۰-۲۸) اور مغرور لوگ اس سے عبرت پکڑیں کہ غرور ہر ایک گناہ کا منبع ہے۔ (سیراخ کی حکمت ۱۰-۱۵) (ولگات) فروتنوں کو یہ کہنا چاہیئے۔ کہ ہمارے خلاصی دینے والے نے اپنے تئیں پست کیا اور مرنے بلکہ صلیبی موت تک فرمانبردار رہا (فلپیوں ۲-۸) اور مغروروں کو یہ کہیں کہ اُن کے سردار کے حق میں لکھا ہے کہ وُہ مغروروں کے سب فرزندوں کا بادشاہ ہے (سیراخ کی حکمت ۱۰-۱۵) (ولگات) پس شیطان کی مغروری ہماری ہلاکت کا اور خدا کی فروتنی ہماری نجات کا باعث ہوئی۔ کیونکہ ہمارا رُوحانی دشمن گو کہ ساری موجودات کی مانند مخلوق اور محتاج بالغیر تھا تو بھی چاہتا تھا۔ کہ اور سب چیزوں سے اعلےٰ بن جائے مگر ہمارا نجات دہندہ باوجودیکہ سب چیزوں سے اعلےٰ تھا تو بھی اُن کے درمیان پست ہو کر رہا ۔

پس فروتنوں کو سمجھانا چاہیئے کہ جب تم اپنے تئیں پست کرتے ہو تو خدا کی مانند ٹھہرتے ہو اور مغروروں کو یہ کہنا چاہیئے کہ جب تم اپنے تئیں بلند کرتے ہو تو برگشتہ فرشتہ کی پیروی کرتے ہو۔ پس مغروری سے زیادہ اور کون چیز ادنےٰ

ہو سکتی ہے کہ جب وہ بلندی پر جانا چاہتی ہے تو حقیقی بلندی سے گرائی جاتی ہے اور فروتنی سے زیادہ اور کون چیز اعلےٰ ہے کہ جب وہ اپنے تئیں پست کرتی ہے تو اپنے پیدا کرنے والے کے ساتھ جو سب سے اعلےٰ ہے اپنے تئیں مشابہ کرتی ہے لیکن اِس معاملہ میں ایک اور بات بھی قابل غور ہے کہ بعض لوگ اپنے تئیں فروتن سمجھ کر اپنے آپ سے دھوکا کھاتے ہیں اور اِس کے برعکس بعض اپنی معذوری کی ناواقفیّت کے سبب دھوکے کے جال میں پھنس جاتے ہیں کیونکہ جو اپنے تئیں عاجز جانتے ہیں وہ اکثر آدمیوں کا نامناسب خوف رکھتے ہیں اور مغروروں کی زبان اکثر بے لگام پائی جاتی ہے چنانچہ جب کسی گناہ کے لئے تنبیہ دینی ضرور ہے تو وہ لوگ خوف کے مارے خاموش رہتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ یہ ہماری فروتنی کے باعث ہے اور یہ لوگ بے صبری سے بے موقع بول اُٹھتے ہیں اور اُس کو اپنی راستی کی آزادگی سمجھتے ہیں پس بزدلی فروتنی کا لباس پہنکے تنبیہ کرنے سے اُن کو روکتی ہے اور غرور آزادگی کے بھیس میں اُن کو تحریک کرتا ہے کہ اُن کاموں کی تنبیہ کریں جو تنبیہ کے لائق نہیں یا اعتدال سے گذر کر تنبیہ کریں اِس لئے مغروروں کو سمجھانا چاہیئے کہ نامناسب طور پر آزاد نہ ہوویں اور فروتنوں کو یہ کہنا چاہیئے کہ ناجائز طور پر تابعدار نہ بنیں

مخفی نہ رہے کہ اگر تنبیہ کی تلخی کے ساتھ کچھ تعریف کی شیرینی ملائی جائے تو ایسی تنبیہ مغروروں کے دلوں میں زیادہ متاثر ہوگی چنانچہ اڑیل گھوڑے کو سُدھانے کے لئے ہم پہلے ملائم ہاتھ سے اُسے چھوتے ہیں تاکہ آخرش وہ چابک کے بھی تابع ہو جائے اور کڑوی دوائی کے ساتھ ہم شہد کو ملاتے ہیں تاکہ پینے کے وقت وہ کڑواہٹ جس سے صحت حاصل ہوتی ہے معلوم بھی نہ ہو یعنی قوّت ذائقہ کو اُس شیرینی سے فریب دیکر بیماری کو اُس کڑواہٹ کے وسیلہ دور کرتے ہیں پس مغروروں کی تنبیہ کے شروع میں قدرے تعریف کا ملانا ضرور ہے تاکہ وہ پسندیدہ باتوں کے سُننے کے بعد تنبیہ کے کلام کو اپنے دلوں میں قبول کریں جس طرح

وہ ناگوار جانتے ہیں بسا اوقات ہم مغروروں کو اُن کے فائدہ کے لئے آمادہ کر سکتے ہیں جبکہ ہم یہ استدعا کرتے ہیں کہ آپ ہماری نصیحت کو ہمارے ہی فائدہ کے لئے قبول کریں مثلاً حضرت موسےٰ جب چاہتا تھا کہ اپنے رشتہ دار حوباب کو غیر قوموں کی صحبت سے جدا کر کے حقیقی خدا کا پرستار بنائے تو اُس نے کہا کہ ہم اُس مقام کو جاتے ہیں جو خداوند نے فرمایا ہے کہ میں اُسے تمہیں بخشوں گا سو تو ہمارے ساتھ آ اور ہم تجھ سے نیکی کریں گے کیونکہ خداوند نے بنی اسرائیل سے نیکی کا وعدہ کیا ہے اور جب حوباب نے جواب دیا کہ میں نہیں جاؤں گا اور اپنے وطن کو اپنے رشتہ داروں میں لوٹ جاؤں گا۔ تو فوراً موسےٰ نے کہا کہ ہم کو نہ چھوڑیئے کیونکہ تو جانتا ہے کہ ہمارا اُترنا بیابان میں کس کس جگہ مناسب ہے سو تو ہماری آنکھوں کی جگہ ہوگا (گنتی ۱۰-۲۹-۳۱) البتہ موسےٰ کو رستہ کی ناواقفیّت سے تو کچھ تکلیف نہ تھی کیونکہ بادل کا ستون ہمیشہ اُس کی رہبری کرتا تھا۔ بلکہ خدا خود اُس کے ساتھ کلام کیا کرتا تھا مگر وہ بڑی حکمت کے ساتھ اُس مغرور آدمی سے تسلی کا خواہاں ہوا تاکہ خود اُس کو تسلی دے اور اُس سے درخواست کی کہ راستہ میں میرا ہادی ہو تاکہ خود حقیقی زندگی کی طرف اُس کا ہادی بنے۔ الغرض موسےٰ نے ایسا اِس لئے کیا تاکہ حوباب اپنے تئیں فائدہ پہنچانے والا سمجھ کے موسےٰ کی نصیحت کو قبول کرے اور اپنے تئیں اپنے ہادی کا ہادی جان کے اُس کی ہدایت کی پیروی کرے ؀

ستر ھواں باب

خود رائے اور متلوّن مزاج

خود رائیوں کو یہ کہنا چاہیئے کہ تم اور آدمیوں کی نصیحت کو اِس لئے نہیں مانتے کہ اپنے تئیں اپنی واقعی حالت سے بہتر سمجھتے ہو اور متلوّن مزاجوں کو

جتانا چاہیئے کہ اپنے تئیں اِس قدر ناچیز جاننا درست نہیں یعنی جب تم پہلے ایک بات کو مفید سوچتے ہو تو فوراً بعد میں اُسے غلط ٹھہرا کے اپنی متلون مزاجی کے سبب اپنے ارادوں کو تبدیل کرتے رہتے ہو خود رائیوں کو کہنا چاہیئے کہ اگر تم اپنے تئیں اَوروں سے بہتر نہ جانتے تو اس طرح اَوروں کی صلاح کو اپنے خیالوں سے کمتر نہ سمجھتے اور متلوّن مزاجوں کو یہ کہنا چاہیئے کہ اگر تم ذرا غور کے ساتھ اپنے خیالات کو جانچتے کہ وہ کیسے ہیں تو تلوّن کی ہوا سے اِدھر اُدھر اُڑائے نہ جاتے۔ خود رائیوں کو پولوس رسول کا وہ قول یاد دلانا چاہیئے کہ اپنے تئیں عقلمند نہ سمجھو (رومیوں ۱۲-۱۶) اور اس کے برعکس متلوّن مزاجوں کو یاد دلانا چاہیئے کہ ہم آگے کو لڑکے نہ رہیں کہ تعلیم کی مختلف ہواؤں سے موجوں کی طرح اُچھلتے بہتے پھریں۔ (افسیون ۴-۱۴) ؛

اور چونکہ بعض بُرائیاں دوسری بُرائیوں سے پیدا ہوتی ہیں اِس لئے یہ دریافت کرنا نہایت ہی مناسب ہے کہ اصولی بُرائیاں کون سی ہیں کیونکہ کسی بُرائی کے لئے تنبیہ کرنا تب ہی مفید ہو گا جب ہم اوّل اُس بُرائی کے چشمہ کو بند کریں مثلاً خود رائی غرور سے اور تلوّن مزاجی ہلکے پن سے پیدا ہوتی ہے پس خود رائیوں پر اُن کا غرور ظاہر کر کے اُنہیں سمجھانا چاہیئے۔ کہ تم دوسروں کی صلاح کو اسی لئے نہیں مانتے ہو کہ اَوروں کے ذلیل نہ بنو۔ مگر اس حالت میں تم اپنے غرور کے ذلیل بنتے ہو اور نیز ابن آدم کا نمونہ اُن کے سامنے رکھنا چاہیئے جس نے فرمایا۔ کہ میں آپ سے کچھ کر نہیں سکتا جیسا مَیں سُنتا ہوں حکم کرتا ہوں۔ اور مَیں اپنی مرضی کو نہیں بر باپ کی مرضی کو جس نے مجھے بھیجا چاہتا ہوں (یوحنا ۵-۳۰) پس کون آدمی ہے جو اپنی ہی مرضی کو مقدم رکھنا پسند کرے گا۔ جبکہ یہ سوچے کہ ابنِ آدم نے جو ابنِ خدا بھی ہے فرمایا ہے کہ میں کبھی اپنی ہی مرضی سے فیصلہ نہیں کرتا ہوں ؛

مگر ان کے مقابلہ میں متلوّن مزاجوں کو کہنا چاہیئے کہ اپنے دلوں کو استقلال سے قائم کرو اور اگر تم اس طرح ہلکے پن کی بیخ وبن اپنے دلوں سے کاٹ ڈالو گے

تو تلوّن مزاجی کی شاخیں خود بخود سوکھ جائیں گی کیونکہ جیسا کہ ایک عالیشان عمارت کے لئے ضرور ہے کہ نیو کے لئے پہلے پختہ جگہ تلاش کی جائے اِسی طرح تلوّن مزاجی پر غالب آنے کے لئے ضرور ہے کہ پہلے ہلکے پن کو اپنے سے دُور کیا جائے۔ دیکھو پولوس رسول اس سے کیسا پاک تھا۔ مثلاً قرنتیوں کو لکھتا ہے کہ مَیں نے جو یہ ارادہ کیا تو کیا ہلکے پن سے کیا؟ یا جن چیزوں کا مَیں ارادہ کرتا ہوں سو کیا جسمانی طور پر کرتا ہوں کہ ہاں ہاں اور نہیں نہیں بھی میری بات میں ہو؟ کہ خدا کا بیٹا یسوع مسیح جس کی منادی ہم نے یعنی میں نے اور سلوانس اور تمطاؤس نے تمہارے بیچ کی سو ہاں اور نہیں نہ ٹھہرا بلکہ اُس میں ہاں ٹھہرا (۲ قرنتیوں ۱-۱۷-۱۹) پس جو اُس غیر متبدّل مسیح کی منادی کرتا ہے اور اُس میں رہتا ہے وہ متلوّن مزاج کیونکر ہو گا۔ چنانچہ پولوس رسول اپنی مستقل مزاجی کی اصل یوں بیان کرتا ہے جو ہم کو تمہارے ساتھ مسیح میں قائم کرتا ہے سو خدا ہے (۲ قرنتیوں ۱-۲۱)

اٹھارھواں باب

بسیار خور اور کم خور

بسیار خوروں میں اکثر بے فائدہ بکنا اور کام میں سُستی اور شہوت کی مستی پائی جاتی ہے اور کم خوروں میں کبھی ناتابعداری اور مغروری پائی جاتی ہے پس بسیار خوروں کو سمجھانا چاہیئے کہ اگر تم لذیذ کھانوں کے زیادہ مشتاق رہو تو بڑا خطرہ ہے کہ شہوت کی آگ تمہاری رُوح کے اندر بھڑک اُٹھے اور نیز بکواس اور سُستی کے زندان میں تم مقیّد ہو جاؤ اور مبادا پیٹ کے غلام بننے کے سبب دوسرے گناہوں کے دام میں بھی پھنس جاؤ۔ کیونکہ جتنا زیادہ ہم اپنے پہلے باپ یعنی آدم کی مانند حریص ہو کے کھانے کے واسطے دست درازی کرتے ہیں

اتنا ہی زیادہ ہم اپنے دوسرے باپ یعنی مسیح سے جو آدم ثانی ہے دُور ہوتے جاتے ہیں ؛

اِن کے مقابلہ میں کم خوردوں کو سمجھانا چاہیئے کہ خبردار ہو مبادا کہ جُوع البقری کے گناہ سے بچ کر اُس سے بھی بڑے گناہ میں پھنس جاؤ یعنی جب تم جسم پر غالب آنا چاہو تو باطن میں تمہاری رُوح بے صبر ہو جائے اور اُنہیں یہ بھی جتانا چاہیئے کہ البتہ پرہیزگار رہنا تو مناسب ہے لیکن کبھی یہ خیال مت کرو کہ عالم الغیب خدا کے سامنے یہ تمہارے ثواب کا باعث ہے تا ایسا نہ ہو کہ تمہارا دل غرور کے گناہ میں مُبتلا ہو وے دیکھو حقیقی روزہ کے باب میں یشعیاہ نبی کیا فرماتا ہے کہ کیا وُہ روزہ جو میں چاہتا ہوں یہ نہیں کہ تو اپنی روٹی بھوکوں کو کھلائے اور مسکینوں کو جو آوارہ ہیں اپنے گھر میں لائے (یشعیاہ ۵۸ - ۶ - ۷) پس کم خوردوں کو آگاہ کرنا چاہیئے۔ کہ تمہاری پرہیزگاری اُسی حالت میں خدا کو پسند آئیگی کہ جب تم اُسے محتاجوں کو بانٹ دو۔ جو اپنی ضروریات سے بچاتے ہو۔ لیکن جو آدمی اپنے پیٹ کو پٹی باندھ کر کھانے سے کچھ بچا رکھتا ہے تاکہ دوسرے وقت خُوب پیٹ بھر کر کھائے وُہ خدا کے لئے روزہ نہیں رکھتا ؛

بسیار خوروں کی تعلیم کے لئے ذیل کے اقوال پیش کرنے چاہئیں پہلے وُہ جو حق نے فرمایا کہ اپنے سے خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ تمہارا دل بہت کھانے اور متوالا ہونے اور زندگی کی فکروں سے بھاری ہو اور وُہ دن تم پر اچانک آپڑے۔ (لوقا ۲۱ - ۳۴) پھر پولوس کا یہ قول کہ کھانے پیٹ کے لئے ہیں اور پیٹ کھانوں کے لئے پر خدا اُس کو اور اُن کو نیست کریگا۔ (اکرنتیوں ۶ - ۱۳) اور نیز یہ کہ نہ اوباشی اور مستی سے چلیں۔ (رومیوں ۱۳ - ۱۳) اور پھر یہ کہ جن کا خدا پیٹ اور جن کا ننگ اُن کی بڑائی ہے اُن کا انجام ہلاکت ہے۔ (فلپیوں ۳ - ۱۹) ؛

اِس کے برعکس کم خوردوں کی تعلیم کے لئے ذیل کے اقوال مُفید ہوں گے۔ یعنی اوّل حق کا وُہ قول کہ وُہ چیز جو منہ میں جاتی ہے آدمی کو ناپاک نہیں کرتی بلکہ وُہ جو منہ سے نکلتی ہے وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہے (متی ۱۵ - ۱۱) اور پولوس کا یہ قول کہ پاک لوگوں کے لئے سب کچھ پاک ہے پر ناپاکوں اور بے ایمانوں کے لئے کچھ پاک نہیں (طیطس ۱ - ۱۵) اور نیز اُن لوگوں کے حق میں جو ایمان سے برگشتہ ہوں گے پولوس فرماتا ہے کہ وُہ بیاہ کرنے سے منع کریں گے اور حکم کرینگے کہ اُن کھانوں سے پرہیز کریں جنہیں خدا نے پیدا کیا۔ کہ ایماندار اور سچائی کے جاننے والے شکرگذاری کے ساتھ اُنہیں کھائیں۔ (۱ تمطاؤس ۴ - ۲۱) اور اُس نے تمطاؤس کو یہ صلاح بھی دی کہ اپنے ہاضمہ اور اکثر کمزوری کے واسطے تھوڑی مے پی۔ (۱ تمطاؤس ۵ - ۲۳) ؛

اُنیسواں باب

اپنا مال لوگوں کو کھلانے والے اور اَوروں کا مال تاکنے والے

سخیوں کو سمجھانا چاہیئے کہ جو مسکین اُن کے محتاج ہیں اور جن کو وُہ دُنیاوی نعمتیں بخشتے ہیں۔ اُن سے اپنے تئیں اعلےٰ نہ سمجھیں اور نہ اِس بات پر فخر کریں کہ لوگوں کا کام ہمارے بغیر نہیں چل سکتا۔ کیونکہ اس دُنیا کے حقیقی مالک نے اپنے گھر کے بند و بست کے واسطے مختلف خادموں کو مختلف عہدوں پر مُقرّر کر کے بعضوں کو اعلےٰ اور بعضوں کو ادنےٰ ٹھیرایا ہے۔ اعلےٰ خادم اِس بات پر مامُور ہیں کہ ادنےٰ لوگوں کی احتیاج رفع کریں اور ادنےٰ لوگوں کے لئے یہ مُقرّر کر رکھا ہے کہ وُہ اَوروں سے لے کر کھائیں۔ لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دولت مند امانت دار نہیں رہتے اور خیانت کے سبب اُن کا مالک اُن کو پسند نہیں کرتا۔ اور مسکین اور غریب لوگ مبارک ہیں کیونکہ اُن کا مالک اُن کو

پسند کرتا ہے۔ سخی اس بات کو خوب یاد رکھیں۔ کہ خدا نے اُن کو اِن فانی نعمتوں کا صرف خزانچی مقرر کیا ہے۔ تاکہ اس امر کا لحاظ کرکے کہ یہ چیزیں فی الحقیقت ہماری نہیں ہیں اُنہیں عاجزی سے تقسیم کریں اور جن لوگوں کو بانٹیں اپنے تئیں اُن کے خادم جانیں اور اپنی اس خدمت کی جوابدہی سے ہمیشہ لرزاں اور ترساں رہیں۔ دولتمند ہوشیار رہیں کہ جس کے وہ خزانچی ہیں اُس کے مال کو نامناسب طور پر نہ بانٹیں ایسا نہ ہو کہ اُن لوگوں کو دیں جنہیں کچھ دینا نہیں چاہیئے تھا اور اُن لوگوں کو کچھ نہ دیں جنہیں دینا چاہیئے تھا۔ یا جن لوگوں کو تھوڑا دینا چاہیئے تھا۔ اُنہیں بہت دیں اور جن لوگوں کو بہت دینا چاہیئے تھا اُنہیں تھوڑا دیں یا متواتر دینے کے سبب مال کو کھو دیں یا دیر لگا کر دینے سے سائلوں کو تکلیف پہنچائیں یا لوگوں کی شکرگذاری کی تمنا یا فانی تعریف کی اُمید پر سخاوت کریں اور ناشکری کے سبب ہاتھ کھینچ لیں یا مناسب طور پر سخاوت کرنے سے اُن کا دل فخر کرنے لگے اور اس وجہ سے وہ سارے کام بطور مناسب بجا لا کر اپنی ذات کی طرف کچھ نیکی منسوب کریں اور اپنی اُس ساری نیکی کو کھو بیٹھیں۔ ایسے گناہ سے بچنے کے لئے اُنہیں یہ یاد دلاؤ۔ کہ اگر کوئی خدمت کرے تو اتنی کرے جتنا اُسے خدا نے مقدور دیا ہے (۱ پطرس ۴-۱۱) پس اگر آدمی اپنے مقدور بھر خیرات کرے تو وہ صرف اپنا فرض ہی ادا کرتا ہے اِس میں اُس کی کچھ فضیلت نہیں ہے چنانچہ ہمارے خداوند نے فرمایا ہے کہ جب سب کچھ جو تمہارے لئے فرمایا گیا کر چکے تو کہو کہ ہم نکمّے بندے ہیں کیونکہ جو ہم پر کرنا واجب تھا وُہی کیا۔ (لوقا ۱۷-۱۰) اور اس امر کے لئے کہ وُہ درشتی کے ساتھ سخاوت نہ کریں اُن کے دل پر نقش کرو۔ کہ خدا اُسی کو جو خوشی سے دیتا ہے پیار کرتا ہے۔ (۲ قرنتیوں ۹-۷) اور اس امر کے لئے کہ وُہ اپنی بخشش پر فانی تعریف کے خواہاں نہ ہوں اس قول کو پیش کرو کہ چاہیئے کہ تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے جو تیرا دہنا ہاتھ کرتا ہے۔ (متی ۶-۳)

اور اس امر کے لئے کہ وُہ اپنے احسان کا کچھ دُنیاوی معاوضہ نہ چاہیں۔ اُن کو یہ قول سُناؤ۔ کہ جب تو دن کا یا شام کا کھانا تیار کرے تو اپنے دوستوں یا بھائیوں یا رشتہ داروں یا دولتمند پڑوسیوں کو مت بُلانا۔ نہ ہو کہ وہ بھی تجھے بُلائیں اور تیرا بدلا ہو جائے۔ بلکہ جب تو ضیافت کرے۔ تو غریبوں۔ لنجوں لنگڑوں۔ اندھوں کو بُلا تب تو مُبارک ہوگا کیونکہ اُن کے پاس کچھ نہیں کہ تیرا بدلا دیں پر تجھے راستبازوں کی قیامت میں بدلا دیا جائیگا (لوقا ۱۴-۱۲ سے ۱۴ تک) اور اس امر کے لئے کہ وُہ خیرات کرنے میں جلدی کے موقع پر دیر نہ کریں۔ حضرت سلیمان کا یہ قول اُن کے سامنے پیش کرو۔ کہ جب تیرے پاس ہو۔ تو اپنے ہمسایہ کو یہ مت کہہ جا اور پھر آ کہ میں کل دُوں گا (امثال ۳-۲۸) اور اس امر کے لئے کہ جہاں زیادہ دینے کی ضرورت ہے وہاں کم نہ دیں اُنہیں یہ بات یاد دلاؤ۔ کہ جو دریغ کرکے بوتا ہے دریغ سے کاٹے گا۔ (۲ قرنتیوں ۹-۶)

اوروں کا مال تاکنے والوں کو یہ نصیحت کرو کہ وُہ خداوند کے اُس قول پر غور کریں جو وُہ عدالت کے دن فرمائے گا یعنی مَیں بھوکا تھا پر تم نے مجھے کھانے کو نہ دیا۔ پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہ پلایا۔ پردیسی تھا۔ تم نے مجھے اپنے گھر میں نہ اُتارا۔ ننگا تھا۔ تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا۔ بیمار اور قید میں تھا تم نے میری خبر نہ لی۔ (متی ۲۵-۴۲ و ۴۳) اِس قسم کے لوگوں سے مسیح یُوں کہے گا کہ اے ملعونو میرے سامنے سے اس ہمیشہ کی آگ میں جاؤ جو شیطان اور اُس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ (متی ۲۵-۴۱) اِس مقام پر ذرا غور کرنی چاہیئے کہ جن لوگوں کی طرف مسیح کا یہ خطاب ہے اُنہوں نے جبر سے کسی کا مال نہیں لیا تھا۔ مگر پھر بھی اُن کو دوزخ کی ابدی آگ میں ڈالے جانے کی وعید کی گئی ہے پس اس سے بخوبی دریافت ہو سکتا ہے کہ جس حالت میں وُہ لوگ جو اپنے مال کو مناسب طور سے خرچ نہیں کرتے۔

ایسی سخت سزا کے لائق ٹھیریں گے۔ تو وُہ لوگ جو اَوروں کے مال کو تاکتے ہیں کس قدر خطرناک سزا کے لائق ہوں گے؛

جو لوگ اَوروں کا مال زبردستی چھین لیتے ہیں اُن کے دلوں پر بنی کا یہ قول نقش کرنا چاہیئے کہ اُس پر واویلا ہے جو اُس مال سے جو کہ اُس کا نہیں ہے ترقی کرتا ہے۔ (حبقوق ۲-۶) اور جو لوگ اپنی جائداد اور املاک کو بڑھانا چاہتے ہیں اُن کو یشعیاہ کا یہ قول سُنانا چاہیئے کہ اُن پر واویلا ہے جو گھر سے گھر اور کھیت سے کھیت ملا دیتے ہیں جب تک جگہ نہ ملے اور تم چھوڑے جاؤ کہ اکیلے زمین میں بسو۔ (یشعیاہ ۵-۸) یعنی کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ساری دنیا ہمارے ہی فائدہ کے واسطے ہے اور جو لوگ اپنے مال کے بڑھانے کی ہوس ہیں ہیں اُن کو حضرت سلیمان کا یہ قول یاد دلانا مناسب ہے کہ وُہ جو روپے پر عاشق ہے روپے سے آسودہ نہ ہوگا۔ اور جو دولت چاہتا ہے اُس کے بڑھنے سے سیر نہ ہوگا۔ (واعظ ۵-۹) یعنی جو آدمی اپنی دولت کو اچھی طرح بانٹتا ہے وُہ اُس کے پھل سے خوب آسودہ ہوگا لیکن جو اپنی دولت کو زیادہ تر عزیز جان کر بہت حفاظت سے اپنے پاس رکھتا ہے اور کسی کو اُس سے فائدہ نہیں پہنچاتا وُہ اُس سے ہرگز دلی آرام حاصل نہیں کرے گا۔ پھر سلیمان کا دوسرا قول بھی ایسے لوگوں کو سُنا دینا چاہیئے۔ کہ جو دولتمند ہونے کے لئے اُتاولی کرتا ہے بے سزا نہ چھوٹے گا۔ (امثال ۲۸-۲۰) کیونکہ جو شخص اپنا دل مال پر لگاتا ہے وُہ گناہ سے بچے رہنے کی فکر نہیں کرتا۔ اور کم سمجھ پرندہ کی طرح حرص کا مغلوب ہو کر دنیاوی چیزوں کے طُعمہ پر کمال شوق سے گرتا ہے اور اُس کے حاصل کرنے کا اِس قدر آرزومند ہوتا ہے کہ گناہ کے دام کو نہ دیکھ کر اُس میں پھنس جاتا ہے اور امثال کی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ایک ملکیت ابتدا میں یکلخت حاصل ہو پر اُس کا انجام نامبارک ہے۔ (امثال ۲۰-۲۱) مثلاً اگر کوئی آدمی ناجائز طور سے دُنیاوی

ملکیت کو حاصل کرے تو اُس کا انجام یہ ہوگا کہ ابدی ملکیت کو ہاتھ سے کھو بیٹھیگا جیسا کہ حق نے فرمایا ہے کہ آدمی کو کیا فائدہ ہے اگر تمام جہان کو حاصل کرے اور اپنی جان کھو دے۔ (متی ۱۶-۲۶) یعنی کیسی ہی افراط سے دنیاوی چیزوں کو جمع کیوں نہ کرے اگر خود اپنے آپ کو ضائع کر دے تو اُسے کیا حاصل؟؛

بیسواں باب

جو لوگ نہ اپنا مال دینا چاہتے ہیں نہ اوروں کا ہتھیا لینا

جو لوگ اپنا مال دیتے ہیں مگر اَوروں کا بھی ہتھیا لیتے ہیں

جو لوگ نہ اپنا مال دینا چاہتے ہیں نہ اَوروں کا ہتھیا لینا اُن کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ ذرا سوچو کہ جس زمین سے تم پیدا ہوئے ہو وُہ تم اکیلوں ہی کی نہیں ہے۔ بلکہ سب آدمیوں کی ہے اور جو کچھ اُس پر اُگتا ہے وہ بھی سب کی پرورش کے لئے ہے پس تم خدا کی عام بخشش کو اپنے واسطے مخصوص کرتے ہو اور پھر یہ سمجھتے ہو کہ ہم بے قصور ہیں۔ تمہارا یہ خیال باطل ہے ایسے لوگ اپنے پڑوسیوں کے خونی ہیں کیونکہ جو شخص اُن آدمیوں کی مدد نہیں کرتا۔ جو بھوکے مرتے ہیں۔ اُس کی گردن پر اُن کا خون ہوتا ہے جب ہم جس چیز کی غریبوں کو حاجت ہوتی ہے وُہ اُنہیں دیتے ہیں تو ہم کچھ اپنا مال اُنہیں نہیں بخشتے اور یہ نرا رحم کا کام نہیں بلکہ ہم راستبازی کا فرض ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ حق نے خیرات کرنے کی نسبت فرمایا ہے کہ خبردار رہو کہ تم اپنی راستبازی[1] کو لوگوں کے سامنے دکھلانے کے لئے نہ کرو (متی ۶-۱) اور زبور میں بھی اسی طرح لکھا ہے کہ اُس نے بکھرایا ہے۔ اُس نے کنگالوں کو دیا ہے۔ اُس کی راستبازی ابد تک قائم ہے۔ (زبور ۱۱۲-۹) دیکھو ان دونوں مقاموں میں خیرات کرنی احسان نہیں بلکہ راستبازی تصوّر

[1] اگرچہ اُردو ترجمہ میں اس لفظ کی جگہ نیک کام لکھا ہے۔ مگر اصل لفظ کا ترجمہ راستبازی ہے

کی گئی ہے کیونکہ جو سب کے خداوند سے کچھ لے کر سب کے فائدہ میں صرف کرتا ہے وہ صرف اپنا فرض ہی ادا کرتا ہے چنانچہ سلیمان نے بھی فرمایا ہے کہ راستباز آدمی دیتا ہے اور رکھ نہیں چھوڑتا - (امثال ۲۱-۲۶) اور اُنہیں یہ بھی یاد دلاؤ کہ اُس انگورستان کا مالک جس کا ذکر تمثیل میں ہے کیسا خفا ہُوا - جب اُس نے اپنے انجیر کے درخت کو دیکھا کہ پھل نہیں لاتا اور زمین کو روکتا ہے - (لوقا ۱۳-۷) یہی مثال بخیل اور سُست آدمیوں کی ہے کیونکہ وہ بھی نہ صرف خود اوروں کو فائدہ نہیں پہنچاتے - بلکہ مال کو اپنے قبضے میں رکھ کر اُس کی فائدہ رسانی کو بھی روکتے ہیں ÷

ایسے لوگ کبھی کبھی یُوں کہا کرتے ہیں کہ ہم وُہی چیزیں استعمال کرتے ہیں جو ہمیں بخشی گئی ہیں ہم اوروں کی چیزیں نہیں چاہتے پس اگر ہم احسان نہیں کرتے - تو کوئی ناراست کام نہیں کرتے - لیکن اگر اُن کے دل کے کان الہامی باتوں کی طرف سے بند نہ ہوتے تو وہ کبھی ایسا نہ کہتے کیونکہ جس دولتمند آدمی کا ذکر انجیل میں ہے کہ وہ لال اور مہین کپڑے پہنتا اور روز روز شان و شوکت سے عیش کرتا تھا - اُس کی نسبت یہ نہیں لکھا ہے کہ اُس نے اوروں کا مال چھین لیا تھا بلکہ یہ ہے کہ اُس نے اپنا مال بے فائدہ طور سے استعمال کیا تھا - اور صرف اپنی خود غرضی ہی کے سبب وہ عذاب میں ڈالا گیا - (لوقا ۱۶ - ۱۹) وغیرہ ÷

بخیلوں کو سمجھانا چاہیئے کہ تم صرف آدمیوں کا گناہ نہیں کرتے بلکہ خدا کا بھی گناہ کرتے ہو کیونکہ جس نے تم کو سب کچھ دیا ہے اُس کے سامنے تم شکرگذاری کی قربانی یعنی خیرات نہیں گذرانتے - اور اُنہیں یاد دلانا چاہیئے کہ یوحنا فرماتا ہے کہ درختوں کی جڑ پر کلہاڑی رکھی ہے سو جو درخت اچھے پھل نہیں لاتا - کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے - (لوقا ۳-۹) پس جو لوگ اوروں کا نقصان نہیں کرتے مگر اوروں کو فائدہ بھی نہیں پہنچاتے اور خدا کے جلال کے واسطے کچھ پھل نہیں لاتے وہ ڈرتے رہیں کہ کہیں خدا کی سزا کی کلہاڑی اُن پر نہ پڑے ÷

جو لوگ اپنا مال دیتے تو ہیں مگر اوروں کا ہتیا بھی لیتے ہیں اُن کو یہ نصیحت کرو

کہ خداوند ایسے آدمیوں کی قربانیوں کو رد کرتا ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ شریروں کی قربانی نفرت ہے - (امثال ۲۱-۲۷) اور یشعیاہ نبی کی معرفت خداوند نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میں خداوند انصاف کو عزیز جانتا ہُوں اور قربانی میں ظلم[1] سے نفرت رکھتا ہوں (یشعیاہ ۶۱-۸) اور سیرخ کی حکمت کی کتاب میں لکھا ہے کہ جو کوئی غریب کے مال میں سے قربانی چڑھاتا ہے وہ اُس آدمی کی مانند ہے جو کسی کے بیٹے کو اُس کے سامنے قربان کرتا ہے - یعنی خدا غریبوں کو اپنے فرزند سمجھ کر ایسی قربانی سے نہایت ناراض ہوتا ہے - سیرخ کی حکمت ۳۴-۲۴ ÷

اکیسواں باب

مُفسد اور صلح جو

مُفسدوں کو یہ نصیحت کرنی چاہیئے - کہ اگرچہ تم نے اور نیکیوں میں کتنی ہی فضیلت کیوں نہ پائی ہو تو بھی تمہارا مزاج درحقیقت رُوحانی نہیں جب تک اپنے پڑوسیوں کے ساتھ میل ملاپ نہ رکھو کیونکہ لکھا ہے کہ رُوح کا پھل جو ہے سو محبّت خوشی سلامتی[2] ہے (گلاتیوں ۵-۲۲) پس جو صلح نہیں رکھتا اُس میں رُوح کا پھل نہیں لگتا - اور اُس کا مزاج روحانی نہیں بلکہ جسمانی ٹھیرتا ہے - اسی لئے مُقدّس پولوس قرنتیوں سے فرماتا ہے کہ جب ڈاہ اور جھگڑا اور جدائیاں تم میں ہیں تو کیا تم جسمانی نہیں ہو - (۱ قرنتیوں ۳-۳) اور دوسری جگہ یہ بھی فرماتا ہے کہ سب سے ملے رہو اور پاکیزگی کی پیروی کرو - جس کے بغیر خداوند کو کوئی نہ دیکھیگا - (عبرانیوں ۱۲-۱۴) پھر ایک اور مقام پر یہ فرماتا ہے کہ کوشش کرو کہ روح کی یگانگی صلح کے بند سے بندھی رہے ایک بدن اور ایک رُوح ہے چنانچہ تمہیں بھی جو بُلائے گئے ہو اپنے بُلائے جانے سے ایک ہی اُمید ہے (افسیوں ۴-۳-۴)

[1] یہ لاطینی ترجمہ کے موافق ہے ÷ [2] سلامتی سے اِس جگہ صلح مُراد ہے ÷

پس ہم کبھی اپنے بُلائے جانے کی اُس ایک ہی اُمیّد تک نہ پہنچینگے اگر اُس رُوح
کی یگانگی کو قایم نہ رکھیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو عمدہ روحانی نعمتیں مل
گئی ہیں وہ اُن کے سبب مغرور ہو کر ملنساری کی نعمت کو جو اُن سب سے بڑھ
کر ہے کھو دیتے ہیں مثلاً جو لوگ اوروں سے زیادہ علم رکھتے ہیں وُہ اَوروں
کے ساتھ صحبت نہیں رکھنی چاہتے اور اگرچہ اُنہوں نے دوسرے علموں میں
ترقی کی ہے مگر ملنساری کے علم سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ اور کوئی آدمی جس قدر
زیادہ علم و فضل رکھتا ہے اُسی قدر زیادہ اپنے گناہ کی سزا کا مستوجب ٹھہریگا
عالم آدمی کچھ عُذر نہیں کر سکیگا۔ کیونکہ وُہ گناہ کی کیفیّت سے واقف ہے پس
اگر چاہتا تو اُس سے بچ سکتا۔ ایسے لوگوں کی نسبت مُقدّس یعقوب فرماتا
ہے کہ جو تم اپنے دل میں کڑوی ڈاہ اور جھگڑے رکھتے ہو تو فخر نہ کرو۔ اور سچائی
کے خلاف جھوٹ نہ بولو۔ یہ وہ حکمت نہیں جو اُوپر سے اُترتی ہے بلکہ یہ دُنیاوی
نفسانی۔ شیطانی ہے پر وُہ حکمت جو اوپر سے ہے سو پہلے پاک ہے۔ پھر
ملنسار۔ (یعقوب ۳-۱۴-۱۵ و ۱۷) یعنی حقیقی حکمت صرف پاک ہی نہیں
ہے بلکہ اُس میں ملنساری بھی شامل ہے۔ کیونکہ وُہ مغرور ہو کر اپنے تئیں اپنے
پڑوسیوں کی رفاقت سے جُدا نہیں کرتی۔ اور جو لوگ اپنے بھائیوں کے ساتھ
پورا میل ملاپ نہیں رکھتے اُن کو یہ ہدایت کرو کہ جب تک تم اِس حالت میں
رہوگے خدا کے سامنے نیک کاموں کی قربانی نہیں چڑھا سکتے کیونکہ لکھا ہے
کہ اگر تو قربان گاہ میں اپنی نذر لیجائے اور وہاں تجھے یاد آئے کہ تیرا بھائی تجھ سے
کچھ مخالفت رکھتا ہے تو اپنی نذر قربان گاہ کے سامنے چھوڑ کر چلا جا۔ پہلے
اپنے بھائی سے میل کر تب آکر اپنی نذر گذران۔ (متی ۵-۲۳ و ۲۴) اس
سے یہ مُراد ہے کہ جب تک تیرے اور تیرے بھائی کے درمیان کچھ مخالفت ہے
اُس وقت تک تیری قربانی مقبول نہیں۔ اور معتقدوں کو یہ بھی سمجھاؤ کہ اگر تم
اپنے کانوں کو آسمانی حکموں کے سننے سے بند کرتے ہو تو خیر اتنا ہی کرو۔ کہ اپنے

دل کی آنکھوں کو کھول کر اُن چیزوں پر نگاہ کرو جو زمین پر ہیں مثلاً اُن چڑیوں پر غور
کرو جو جھلڑ کے ساتھ اُڑ کر ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہوتیں اور اُن چوپاؤں کو دیکھو
جو ریوڑ میں چرتے ہیں۔ اب سوچو کہ جب بے عقل جانور اتنا جانتے ہیں کہ ہمارے لئے
مجتمع رہنا بہتر ہے۔ تو کیا ہم جو انسان ہیں ایک دوسرے سے نفاق رکھ کر اُن سے بھی
زیادہ نادان ٹھہریں ٭

صُلح جوؤں کو سمجھاؤ۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مُروّت کو یہاں تک پسند کرنے لگو کہ
لوگوں کی بُری عادتیں بھی دیکھ کر اُن کو نہ ڈانٹو اور شریروں کے ساتھ میل کر کے
اپنے خالق کے میل سے الگ ہو جاؤ اور یہ ظاہری اور فانی صلح آدمیوں کے ساتھ
اختیار کرنے سے باطنی اور ابدی صلح خدا کے ساتھ کھو بیٹھو۔ چنانچہ حق نے خود
فرمایا ہے کہ یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا۔ صلح کروانے نہیں۔ بلکہ
تلوار چلانے کو آیا ہوں۔ (متی ۱۰-۳۴) جو آدمی غیر تائب شریر کے ساتھ دوستی
کرتا ہے وُہ اُس کی شرارت میں شریک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہوسفط کی اگرچہ اُس
کے پہلے چال چلن کے سبب بڑی تعریف کی گئی ہے مگر پھر بھی جب اُس نے اخیاب
سے دوستی کی تو وُہ بہت ڈانٹا گیا۔ نبی کے ذریعہ سے خداوند نے اُسے کہا کہ کیا
شریر کی مدد کرنا مناسب ہے اور کیا تو خداوند کے دشمنوں سے دوستی کرتا ہے؟
اس واسطے خداوند کی طرف سے تجھ پر قہر نازل ہوگا۔ تس پر بھی نیکو کاری تجھ میں
پائی جاتی ہے؟ کیونکہ تو نے یسیرتوں کو ملک میں سے دفع کیا اور خداوند کی تلاش
میں اپنا دل لگایا۔ (۲ تواریخ ۱۹-۲-۳) صاف ظاہر ہے کہ جب ہم خداوند کے
مخالفوں کی صُحبت کو پسند کرتے ہیں۔ تو خداوند کے ساتھ کس طرح میل رکھ سکتے
ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جن لوگوں کو ڈانٹنے کی ضرورت ہوتی
ہے۔ اُن کے ساتھ بھی دل سے محبت رکھنی واجب ہے اس باب میں صاحب
مزمور نے ہم کو کیا ہی عمدہ نمونہ دکھایا ہے۔ وُہ کہتا ہے کہ میں تو صلح کا آدمی ہوں
لیکن جب میں بولتا ہوں تو وُہ جنگ پر تیار ہوتے ہیں۔ (مزمور ۱۲۰-۷) دیکھو

جب وہ بولتا تھا۔ تو وہ اُس سے لڑتے تھے اور اِس لڑنے پر بھی وہ اُن کے ساتھ صلح رکھتا تھا۔ چنانچہ مُقدس پولوس بھی کہتا ہے کہ اگر ہو سکے۔ اور جہاں تک تمہاری[1] طرف سے ہو۔ ہر انسان کے ساتھ ملے رہو۔ (رومیوں ۱۲-۱۸) یعنی ایسے موقع بھی ہؤا کرتے ہیں جن میں لوگوں کے ساتھ صلح رکھنی غیر ممکن ہوتی ہے اِس لئے اس نے کہا ہے اگر ہو سکے اور جہاں تک تمہاری طرف سے ہو یعنی ایسے موقعوں پر بھی جن میں لوگ تم سے صلح نہ رکھیں تمہاری طرف سے صلح رہنی ضرور ہے ؛

بائیسواں باب

فتنہ انگیز اور صلح کار

فتنہ انگیزوں سے کہو کہ سلیمان ایسے لوگوں کو ناکارہ اور شریر کہتا ہے۔ (امثال ۶-۱۲-۱۴) اور مسیح کا یہ قول اُنہیں سناؤ۔ کہ مبارک وہ جو صلح کرنے والے (یا کرانے والے) ہیں کیونکہ وُہ خدا کے فرزند کہلائیں گے (متی ۵-۹) اِس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جب وُہی لوگ خدا کے فرزند کہلاتے ہیں جو صلح کرتے اور کراتے ہیں تو جو لوگ اس کو توڑتے ہیں۔ وُہ بالضرور شیطان کے فرزند ہوں گے جو لوگ آدمیوں کے درمیان دشمنی ڈالتے ہیں وُہ نہ فقط ایک ہی بُرائی کرتے ہیں بلکہ بے شمار بُرائیوں کو پیدا کرتے ہیں کیونکہ وہ اُس صفت یعنی محبت کو دُور کرتے ہیں جو گویا تمام نیکیوں کی ماں ہے اور اُس صفت یعنی عداوت کو پھیلاتے ہیں جو تمام بُرائیوں کا چشمہ ہے چنانچہ خدا کے آگے جو برادرانہ محبت کے برابر کوئی چیز قیمتی نہیں اس لئے محبت کو دُور کرنے سے بڑھ کر کوئی کام شیطان کو پسند نہیں۔ پس جو کوئی برادرانہ محبت کو جھگڑا کرانے سے نیست کرتا ہے وُہ خدا کے دشمن کا دوست بنتا ہے ؛

[1] یہ اُن لفظوں کا صحیح ترجمہ ہے جن کی جگہ اُردو ترجمہ میں "مقدور بھر" لکھا ہے ؛

صلح کاروں کو یہ نصیحت کرو کہ صلح کرانے سے پہلے تم یہ دیکھو کہ کن آدمیوں کے درمیان صلح کراتے ہو کیونکہ راستبازوں کے درمیان یگانگت کے نہ ہونے سے جیسا بڑا نقصان ہوتا ہے ویسا ہی شریروں کے درمیان شرارت کے لئے یگانگت کے ہونے سے پیدا ہوتا ہے اس لئے کہ اُن کے بُرے کام کی اس یگانگت سے تائید و تقویت ہوتی ہے چنانچہ جب فریسیوں اور صدوقیوں نے ملکر مُقدس رسُول پولوس کو ستایا تو اُس نے یہ کہہ کر اُن کے درمیان نااتفاقی ڈالی۔ کہ اے بھائیو میں فریسی اور فریسی کا بیٹا ہوں اور مُردوں کی بابت اُمید اور قیامت کے سبب مجھ پر الزام ہوتا ہے۔ (اعمال ۲۳-۶) اس تقریر سے ان دونوں گروہوں کے درمیان جو اُس کو ستاتی تھیں نزاع پیدا ہوئی۔ کیونکہ فریسی پاک نوشتوں کے موافق مُردوں کی قیامت مانتے تھے اور صدوقی اس کے قائل نہیں تھے پس جب وُہ آپس میں جھگڑنے لگے۔ تو پولوس کا اُن سے پیچھا چھوٹ گیا ؛

تیئیسواں باب

جو لوگ پاک نوشتوں کے معنی صحیح نہیں سمجھتے اور جو لوگ صحیح سمجھتے تو ہیں مگر اُن کا بیان فروتنی کے ساتھ نہیں کرتے

جو لوگ پاک کتاب کے معنوں کو صحیح نہیں سمجھتے اُن کو آگاہ کرو کہ وہ اُن عمدہ باتوں کو بُری طرح استعمال کر کے اس صحت بخش شہد کو زہر قاتل نہ بنائیں اور اُس علاج کے آلہ سے زخم مہلک نہ کھائیں۔ پاک نوشتے اس زندگی کی رات کے لئے ایک طرح کا چراغ ہیں مگر جو لوگ اُن کو نہیں سمجھتے اُن کے لئے یہ روشنی تاریکی بن جاتی ہے اور بات یہ ہے کہ اُن کے غلطی میں پڑنے کا سبب اُن کا غرور ہوتا ہے کیونکہ وُہ اپنے تئیں اوروں سے زیادہ سمجھدار جان کر اُن لوگوں کی پیروی نہیں کرتے جن سے وُہ صحت تعلیم پا سکتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر

یہ ہے کہ اِس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ اُن لوگوں کی دُرست رائے کو رَدّ کرکے اپنی نادُرست رائے کی تائید کریں پس ایسے لوگوں کو سب سے پہلے یہ سمجھاؤ کہ غرور وتکبّر کو اپنے دلوں سے دُور کریں کیونکہ جب تکبّر کی جڑ کاٹ ڈالی جائے گی تو بُری تعلیم کی شاخیں آپ سے آپ سُوکھ جائیں گی۔ اُنہیں یہ بھی سمجھاؤ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم غلطیوں اور جھگڑوں کے پیدا کرنے سے خدا کی شریعت کو شیطان کا چڑھاوا بنا دُ۔ جیساکہ خداوند نبی کی معرفت فرماتا ہے۔ کہ اُس نے نہ جانا کہ میں ہی نے اُس کے تئیں اناج اور نئی مے اور تیل دیا اور اُس کے سونے اور روپے کو جس سے اُنہوں نے بعل کی مُورتیں بنائیں افزود کیا۔ (ہوسیع ۲۔ ۸) اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ خداوند اپنے پاک کلام کے وسیلے سے ہمیں بھی ایک طرح سے اناج مے تیل سونا اور روپا بخشتا ہے یعنی اُس کا کلام اناج کی طرح بھوکوں کو سیر کرتا ہے۔ مے کی طرح دل کو جوش میں لاتا ہے خوشی کے تیل سے اُس کو شادماں کرتا ہے اور رُوحانی سونے روپے سے اُسے دولتمند بناتا ہے مگر بدعتی لوگ جب خدا کے کلام کو بگاڑ کر اُس سے ایسی غلطیاں پیدا کرتے ہیں۔ جن سے شیطان خوش ہوتا ہے تو وُہ گویا ان ساری عُمدہ نعمتوں کو بعل کے سامنے گذرانتے ہیں ؛

اور جو لوگ کلام اللہ سے واقف تو ہیں مگر فروتنی کے ساتھ اُس کو نہیں سُناتے بلکہ اس اُمّید سے کہ لوگ ہماری فصاحت وبلاغت کی تعریف کریں اُن کو یہ ہدایت کرو۔ کہ وُہ اَوروں کو نصیحت کرنے سے پہلے اُس کلام سے اپنے دلوں کو جانچیں اور یہ یاد رکھیں کہ جو آدمی فروتن نہیں اُس کا چال چلن خدا کے کلام کے موافق نہیں کیونکہ ایسا شخص اپنے قول سے اور طرح کی منادی کرتا ہے اور اپنے فعل سے اور طرح کی پس کون شخص ایسے آدمی کی باتوں کو مانے گا جو اپنی باتوں پر آپ عمل نہیں کرتا۔ الحاصل جو لوگ خدا کا کلام فروتنی کے ساتھ نہیں سُناتے انہیں ضرور خبردار کرنا چاہیئے کہ جب وُہ اَوروں کو دوا دیتے ہیں۔ تو اپنی بیماری کو بھی یاد رکھیں کہ کہیں اُس کو بھول کر خود نہ مرجائیں ؛

جس واعظ میں فروتنی نہیں ہوتی وُہ یہ چاہتا ہے کہ لوگ اُس کے کلام کی تعریف کریں اور اُس کو فصیح اور زبان آور سمجھیں۔ ایسے شخص کے سامنے مُقدّس پولوس کا یہ قول نمونہ کے طور پر پیش کرو۔ کہ خدا کی طرف سے ہم خدا کے حضور مسیح میں ہو کے بولتے ہیں۔ (۲ قرنتیوں ۲: ۱۷) پس ہر ایک واعظ یاد رکھے کہ خدا ہی کی طرف سے مجھے یہ کلام ملا ہے اور اُسے حاضر وناظر جان کر اُسی کو خوش رکھنے کی کوشش کرے۔ آدمیوں کی خوشی وناخوشی کا کچھ لحاظ نہ کرے۔ واعظ سلیمان کا بھی یہ قول پیش نظر رکھے کہ اپنے ہی حوض سے پانی پی اور اپنی ہی باؤلی میں سے بہتا پانی تو تیرے چشمے باہر پھیلیں گے اور گلیوں میں تیرے پانی کی نہریں۔ (امثال ۵۔ ۱۵ و ۱۶) اگرچہ اصل میں اس کلام کا مُدعا اَور ہے مگر یہ واعظوں پر بھی صادق ہے کیونکہ وُہی واعظ اپنے ہی حوض اور اپنی ہی باؤلی میں سے پانی پیتا ہے۔ جو اپنے ہی تجربوں سے اَوروں کو تعلیم دیتا ہے اور اُسی تعلیم کے موافق اپنے چال چلن کو بھی دُرست کرتا ہے جو واعظ ایسا کرے گا۔ اُس کے چشمے باہر پھیل کر اَوروں کو فائدہ پہنچائیں گے ؛

چھبیسواں باب

جو لوگ منادی کرنے کی لیاقت رکھتے ہیں مگر انکسار کے سبب اُس سے باز رہتے ہیں اور جو لوگ ناکاملی یا کم سِنی کے سبب منادی کرنے کے قابل نہیں مگر جلد بازی کے سبب اُس کے خواہاں ہیں

جو لوگ اپنی نصیحت سے لوگوں کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور پھر بھی انکسار کے سبب اس کام سے باز رہتے ہیں اُن سے یہ پوچھو کہ جو لوگ دولتمند ہو کر غریبوں کو کچھ نہیں دیتے کیا وہ قصوروار نہیں ہیں؟ اور اگر ہیں تو پھر کیا وُہ قصوروار نہ ٹھہریں گے جن کے پاس زندگی کا کلام ہے اور وُہ اسکو مرنے والی رُوحوں سے چھپائے رکھیں؟ ایک حکیم کا قول ہے کہ جو حکمت کہ پوشیدہ ہے اور جو خزانہ کہ نظر نہیں آتا اُس سے کیا فائدہ

ہے۔ (سیرخ ۲۰-۲۲) جو آدمی کال کے زمانہ میں اناج جمع کر کے اپنے پاس رکھے کیا وہ اوروں کی ہلاکت کا باعث نہ سمجھا جائے گا؟ کیونکہ نہیں۔ بیشک سمجھا جائیگا جیسا کہ سلیمان فرماتا ہے۔ وہ جو غلّہ مول لے لے رکھتا ہے لوگ اُس پر لعنت کریں گے (امثال ۱۱-۲۶) پس جو شخص رُوحانی کال کے زمانہ میں فضل کی روٹی نہیں بانٹتا۔ وہ کس قدر سزا کا مستوجب ہوگا؟ جس طرح وہ شخص جو علمِ طب سے ماہر ہے اگر اپنے بھائی کے ایک ایسا زخم دیکھے جس کو چیرا دینا ضرور ہو اور پھر نہ دے تو وہ اپنے بھائی کا خونی ہوگا۔ اُسی طرح جو شخص رُوح کے زخموں سے واقف ہو کر اُن کو کلام کے نشتر سے نہیں چیرتا وہ بھی خونی ہے پھر جو لوگ خوف کے مارے خدا کا کلام نہیں سُناتے اُن کو وہ الہامی باتیں سناؤ۔ جو اُن کی نسبت لکھی گئی ہیں تاکہ خدا کا خوف آدمیوں کے خوف کو اُن کے دلوں سے دُور کرے۔ مثلاً اُن کو یاد دلاؤ۔ کہ وہ نوکر جس نے اپنا توڑا خرچ نہیں کیا تھا۔ اُسے کھو بیٹھا۔ اور اُس کو سزا کا بھی حکم دیا گیا۔ اور مُقدّس پولوس صرف اِسی لئے اپنے تئیں اپنے پڑوسیوں کے خون سے پاک سمجھتا تھا۔ کہ اُس نے اُن کو اچھی طرح سمجھایا تھا۔ چنانچہ اُس نے افسس کے بزرگوں سے کہا کہ میں آج کے دن تمہیں گواہ رکھتا ہوں کہ میں سب کے خون سے پاک ہوں۔ کیونکہ میں خدا کی ساری مصلحت تمہیں سُنانے سے باز نہ رہا۔ (اعمال ۲۰-۲۶و۲۷) اور ان لوگوں کو سلیمان کا بھی یہ قول سُناؤ۔ کہ وہ جو سیراب کرتا ہے آپ ہی سیراب ہوگا۔ (امثال ۱۱-۲۵) پس جو اَوروں کو اپنی تعلیم سے سیراب کرتا ہے وہ آپ بھی سیراب ہوتا ہے۔ یعنی رُوحانی فضیلتوں میں زیادہ ترقی کرتا ہے۔ داؤد بھی اِس باب میں ایسے لوگوں کے لئے نمونہ ٹھہرتا ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ کہ دیکھ اے خداوند میں اپنا منہ بند نہیں کرتا۔ اور تو جانتا ہے۔ میں تیری صداقت کی بات اپنے دل میں چھپا نہ رکھتا۔ میں تیری وفاداری اور تیری نجات کی بات کہتا ہوں (مزمور ۴۰-۹و۱۰) اور موسےٰ نے جب دیکھا کہ خداوند بنی اسرائیل سے ناراض ہے تو اُس نے حکم دیا کہ جو لوگ یہوواہ کی طرف ہیں تلوار باندھ کر

قصور واروں کو ماریں یہاں تک کہ ہر ایک آدمی اپنے دوست کو اور ہر ایک آدمی اپنے قریب کو قتل کرے۔ (خروج ۳۲-۲۷) پس اسی طرح جو لوگ آج کل خدا کی طرف ہیں۔ اُن پر فرض ہے کہ بلا رُو و رعایت رُوح کی تلوار سے جو خدا کا کلام ہے۔ گناہ کو ماریں۔ اگرچہ اُس کے دوست یا بھائی ہی میں کیوں نہ پایا جائے۔

برعکس اس کے جو لوگ اپنی ناقابلیّت اور کم عمری کے باعث منادی کرنے کے لائق نہیں۔ مگر پھر بھی اُس کی خواہش کرتے ہیں۔ اُن کو یہ سمجھاؤ۔ کہ تم ابھی پرندوں کے ایسے چھوٹے بچّوں کی مانند ہو۔ جو اُڑنا چاہتے ہیں۔ مگر پر اس قابل نہیں رکھتے۔ پس اُو بچے اُڑنے کی خواہش اُن کو اُلٹا نیچے گرا دیتی ہے اور نیز جو دیواریں ابھی سوکھی نہیں ہیں اگر اُن پر بھاری بھاری شہتیر دھر دئے جائیں۔ تو بجائے مکان بننے کے کھنڈر بن جائے گا۔ اور اسی طرح اگر کوئی حاملہ بچّہ کے کامل ہونے سے پہلے جن پڑے گی۔ تو بچّہ مُردہ پیدا ہوگا۔ اِسی لئے حق نے اپنے شاگردوں کو انجیل سُنانے کے لئے شتابی نہ بھیجا۔ بلکہ پہلے اُن کو منادی کرنے کے باب میں تعلیم دی اور پھر یہ فرمایا۔ کہ تم جب تک عالمِ بالا کی قوّت سے مُلبّس نہ ہو یروشلم شہر میں ٹھیرو۔ (لوقا ۲۴-۴۹) یہ اُس نے اِس واسطے کیا کہ اُن کے سارے جانشینوں کے واسطے یہ امر ایک نمونہ ہو کہ جب تک کسی کو خاص رُوحانی قوّت حاصل نہ ہو۔ منادی کرنے کی جرأت نہ کرے چنانچہ ایک دانشمند کا قول ہے۔ کہ اے جوان اپنے مُقدمہ میں کمتر بول اور جب دو دفعہ تجھ سے سوال کیا جائے۔ تب جواب دینا شروع کر۔ (یشوع بن سیرخ ۳۲-۱۰) اور دیکھ ہمارا نجات دہندہ گو آسمان میں فرشتوں کو اپنی مظاہر قدرت سے تعلیم دیتا ہے مگر پھر بھی انسان بن کر آدمیوں کا مُعلّم نہ بنا جب تک کہ تیس برس کا نہ ہو گیا۔ یہ بھی اُس نے نمونہ ہی کے لئے کیا۔ تاکہ کم عمر آدمی اُستاد بننا نہ چاہیں۔ اور لکھا ہے کہ جب وہ بارہ برس کا تھا۔ تو یوسف اور مریم نے اُسے ہیکل میں اُستادوں کے بیچ بیٹھے ہوئے اُن کی سُنتے اور اُن سے سوال کرتے پایا۔ (لوقا ۲-۴۶)

دیکھو یہاں نہیں لکھا ہے کہ وہ تعلیم دے رہا تھا۔ بلکہ یہ لکھا ہے کہ وہ سوال کر رہا تھا۔ یعنی جو اپنی اُلوہیّت کی رُو سے اُن اُستادوں کو حکمت بخشتا تھا۔ اُسی نے لڑکا بن کر اُن سے تعلیم پائی۔ پس یہ بھی کم عمروں کے لئے عاجزی کا کیسا عمدہ نمونہ ہے ؛

چوتھا حصّہ

اس بیان میں ھے کہ واعظ سب باتوں کو درُستی کے ساتھ انجام دے کے پھر اپنی طرف متوجّہ ھوتا ھے۔ تا ایسا نہ ھو کہ یا تو اپنے چال چلن یا اپنی نصیحت کے سبب سے مغرُور ھو جائے

مخفی نہ رہے کہ جب وعظ و نصیحت لائق طور پر بکثرت بیان کی گئی ہے تو اکثر واعظ کا دل اُس کی خوبیوں کے اظہار کے سبب پوشیدہ خوشی سے گھمنڈ میں بھر جاتا ہے پس وعظ کہنے والے کو بہت ضرور ہے کہ اپنی ذات کو خوف کے شکنجے میں کھینچے۔ ایسا نہ ہو کہ جو اپنے مرہموں سے اَوروں کے زخم اچھے کرتا ہے۔ اپنی نصیحت سے بے پرواہ ہو کر خود گھائل ہو جائے۔ ہاں ہاں مبادا اَوروں کی تو مدد کرے اور اپنے آپ سے غافل ہو۔ اَوروں کو اُٹھائے آپ گر پڑے۔ بارہا دیکھا گیا ہے۔ کہ بعضوں کی نیکی کا اعلےٰ درجہ اُن کی ہی ہلاکت کا سبب ہوا ہے یہاں تک کہ اپنی طاقت اور زور کے بھروسے پر اپنے آپ کو حد سے زیادہ سلامت اور محفوظ سمجھ کے بے پروائی کے باعث یکایک اُنہیں ہلاک ہونا پڑا۔ کیونکہ جب نیکی اور بدی دونو کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو دل اُس سے خوش ہو کر اپنے آپ کو پُھسلاتا ہے۔ یوں بھی ہوتا ہے کہ نیکی کرنے والے کی جان جس ڈر کو ہوشیاری کے وقت اپنے ساتھ رکھتی تھی اب پھینک دیتی ہے اور اپنی ذات پر پکا بھروسا کر کے شوخ ہو جاتی ہے۔ اور جب آدمی کی جان اِس رنگ سے سُست ہوتی ہے تو فریبی آزمانے والا اُن باتوں کو دوہراتا ہے جو اُس نے اچھی طرح کیں۔ اور اِس خیال سے پھسلاتا ہے۔ کہ گویا تم ہی سب

سے بزرگ ہو۔ اِس سے یہ پایا جاتا ہے کہ منصف عادل کی نظر میں۔ نیکی کی یادگار جان کا پھندا ہو سکتی ہے کیا معنی کہ جب آدمی اپنے افعال کو یاد کر کے باطن میں اعلےٰ مزاج ہو جاتا ہے۔ تو فروتنی کے بانی کے سامنے گر جاتا ہے ؛

پس معزّز جان کو یوں کہا گیا۔ کہ حسن میں کون تجھ سے افضل تھا؟ اُتر آ اور نامختونوں کے ساتھ پڑا رہ۔ (حزقی ایل ۳۱-۱۹) گویا پکار پکار کر جتایا جاتا ہے کہ چونکہ تو اپنی نیکیوں کی خوبی کے سبب اپنی ذات کو بڑھاتی ہے پس تو اپنے ہی حسن کے باعث گرائی جاتی ہے

اِس لئے یرُوشلم کی مثل وہ جان جو اپنی نیکی پر گھمنڈ کرتی ہے ڈانٹی اور دھمکائی جاتی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ تو میری اُس رونق سے جو مَیں نے تجھے بخشی کامل ہو گئی تھی۔ لیکن اپنی خوبصورتی پر تکیہ کرتی تھی اپنی شہرت کے سبب سے زِنا کرنے لگی غرض رُوح انسانی اپنی خوبصورتی پر اُس وقت تکیہ کرتی ہے۔ جب وہ اپنی نیکیوں کی عمدگیوں پر خوش ہو کر اپنی سلامتی پر فخر کرتی ہے مگر اُس تکیہ کے سبب زِنا میں پھنسائی جاتی ہے کیونکہ جب اُسی کے خیالات جان کو فریب دیتے ہیں۔ تو بد رُوحیں خراب کرتی ہیں اور بیشمار بُرائیاں ہر طرف بھٹکاتی ہیں۔ مگر یہ قول تو اپنی شہرت کے وسیلے زِنا کرنے لگی۔ قابل غور ہے۔ چونکہ رُوح جب حاکم اعلےٰ کی طرف منوبہ ہونے سے باز آتی ہے تو فوراً اپنی تعریف ڈھونڈنے لگتی ہے۔ اور جو جو کچھ خوبیاں اُس نے اس بات میں پائیں کر دینے والے کا جلال مشہور کرے اُن کا دعوٰے اپنے ہی دم کی خاطر کرتی ہے۔ وہ اِس بات کی آرزو کرتی ہے کہ اپنی عزّت کی دھوم مچائے۔ وہ اِس بات پر دل کو لگاتی ہے اور محنت اُٹھاتی ہے کہ ایک جہان مجھ ہی پر نظر ڈالے اِس لئے یوں اپنی شہرت کے وسیلے سے زِنا کرتی ہے۔ کہ اپنے شرعی نکاح کے رشتہ توڑ کے اپنی تعریف کی آرزو کے سبب فریب دینے والی رُوح کے قدموں پر گرتی ہے

پس داؤد فرماتا ہے کہ مَیں نے اپنے چین کے وقت کہا کہ مجھ کو کبھی جنبش نہ ہوگی۔ (زبور ۳۰-۶) پر اِس لئے کہ وہ اپنی نیکی پر پھولتا تھا۔ تو اُس نے بعد ازاں جتایا۔ کہ میں نے کیا کچھ سہا۔ تو نے اپنا منہ چھپایا اور مَیں گھبرایا۔ گویا کھلم کھلا فرماتا

ہے کہ میں نے اپنے آپ کو نیکی میں پکّا اور ثابت قدم سمجھا۔ پر جب تو نے مجھ سے ہاتھ اُٹھایا تو میں قائل ہُوا کہ میری کمزوری کس قدر ہے چنانچہ دوسرے مقام پر (زبور ۱۱۹-۱۰۶) داؤد فرماتا ہے۔ کہ میں نے قسم کھائی اور میں اُسے پُورا کروں گا۔ کہ میں تیری صداقت کے انفصالوں کو حفظ رکھوں گا۔ مگر چونکہ اُس کا بس نہ تھا۔ کہ جس صداقت کی اُس نے قسم کھائی تھی اُس پر پُورا اُترتا اس لئے اُس نے جھٹ پٹ مُصیبت زدہ بن کے اپنی کمزوری دریافت کی۔ اور بہت جلد دُعا کی پناہ لی۔ اور یُوں فرمایا۔ مجھ پر بڑی مُصیبت ہے۔ اے خداوند اپنے کلام کے موافق مجھے جلا (زبور ۱۱۹-۱۰۶ و ۱۰۷) ؛

لیکن کبھی کبھی الٰہی بیش بینی رُوح انسان کو اس سے پہلے کہ اُسے اپنی نعمتوں سے سرفراز کرے اُس کی ناتوانی یاد دلاتی ہے۔ تاکہ مبادا جو نیکیاں اُس نے کیں اُن کے سبب سے مغرور ہو جائے۔ اِس واسطے جتنی دفعہ حزقی ایل نبی کو آسمانی چیزوں کے دیکھنے کی ہدایت کی گئی بار بار رویا سے پیشتر ابنِ آدم کے نام سے بُلایا گیا۔ گویا خداوند اُس کو صریحاً جتاتا ہے کہ تو جن چیزوں کو دیکھے اُن پر فخر نہ کرنا۔ غور سے سوچ کہ تو کیا ہے۔ اور جب بلندی پر پہنچے تو بھی یاد رکھ کہ تو نرا انسان ہی ہے اور جب تو اپنی حیثیت سے زیادہ کیا گیا ہو۔ تو اپنی کمزوری کے لگام کے جھٹکے سے پھر اپنی ذات کے خیال کی طرف موڑا اور متوجہ کیا جائے گا ؛

پس ضرور ہے کہ جب ہم اپنی نیکیوں کی کثرت سے پھسلائے جاتے ہیں۔ تو رُوح کی آنکھیں اپنے نقصان اور کمزوری کی طرف متوجہ ہوں۔ اور رُوح اپنے آپ کو مناسب طور پر پست کرے۔ ضرور ہے کہ اپنی کی ہُوئی باتوں کی طرف یا اُن باتوں کی طرف جن کے کرنے سے اب تک وہ غافل رہی۔ دھیان کرے۔ تاکہ دل اپنی ناتوانی کی یاد سے رنجیدہ اور نا اُمید ہو کے قدوسیّت کے بانی کی حضور میں نیکیوں پر نہایت مضبوطی سے قائم کیا جائے۔ پس قادرِ مطلق اگرچہ ہادیوں کی رُوحوں کو کسی قدر کامل تو بنا دیتا ہے مگر اس سبب سے اُن کو کچھ ناکامل بھی رہنے دیتا

ہے کہ ہر چند طرح طرح کی خوبیوں سے زینت یاب ہیں تاہم اپنی ناکاملیّت کی دِقتوں سے اُداس ہو جائیں اور کسی طرح بڑی باتوں کے خیال کے سبب غرور اُن میں نہ پیدا ہو جب سب سے چھوٹی باتوں کے مقابلہ کرنے میں اُنہیں جانفشانی کرنی ہوتی ہے ہم ادنےٰ امشکلات پر تو غالب آنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اعلےٰ کاموں پر فخر کرنے کی اُمنگ یا جرأت نہ کریں ؛

اب دیکھ اَے میرے دوست کہ اپنی نصیحت کی ضرورت سے مجبُور ہو کے اور اچھے چوپان کی حقیقت دکھلانی چاہ کر مجھ نالائق مُصوّر نے ایک عمدہ شخص کی تصویر کھینچی ہے اور مَیں اَوروں کو کاملیّت کے ساحل کی ہدایت کرتا ہُوں۔ اگرچہ آپ قصور واری کی لہروں میں ڈانواں ڈول ہوں۔ مگر مَیں تیری منّت کرتا ہوں کہ میری زندگی کی اِس نئی شکستگی میں تو مجھے اپنی دُعاؤں کے تختہ کے وسیلے سے سنبھال ؛ تاکہ اگرچہ میری نالائقی کا بوجھ مجھے دبا دے۔ تیری شفاعت کا ہاتھ سہارا لگائے ؛

آفتاب برقی پریس نصرت سر میں باہتمام مولوی محمد عبداللہ منہاس پرنٹر طبع ہوا
اور پادری ایچ۔ ای۔ کلارک بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی نے شائع کیا

بار سوم | سنہ ۱۹۲۶ء | تعداد ۵۰۰